عاشقوں کا سفر

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

عاشقوں کا سفر

رِحلَۃُ العاشِقِین

إلٰی

البلدِ المُبارَکِ الأمِین

عاشقوں کا سفر

تالیف: شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

معاونِ ترجمہ و تخریج : محمد تاج الدین کالامی

نظرِ ثانی : ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی

زیرِ اہتمام : فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk

مطبع : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1 : جون 2017ء [1,100 - پاکستان]

قیمت :

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب ومن عجم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

فہرس

الــمقدّمة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ، اَلْفَرْدِ الصَّمَدِ، اَلَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. أَحْمَدُهُ تَعَالٰى وَأُثْنِي عَلَيْهِ وَأَشْكُرُهُ، وَأَسْتَهْدِيْهِ سُبْحَانَهُ وَأَسْتَعِيْنُهُ وَأَسْتَغْفِرُهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، الْمُتَفَرِّدُ بِالْخَلْقِ وَالإِيْجَادِ، الْمُنَزَّهُ فِي ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَأَفْعَالِهٖ عَنِ الشُّرَكَاءِ وَالْأَنْدَادِ.

وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَصَفِيُّهُ وَخَلِيْلُهُ، جَعَلَهُ نَبِيًّا وآدَمُ مُنْجَدِلٌ فِي الطِّيْنِ، وَأَخَذَ الْمِيْثَاقَ بِهٖ عَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ، ثُمَّ بَعَثَهُ مُؤَيَّدًا بِالْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَاتِ، وَفَضَّلَهُ بِأَنْوَاعِ الْخَصَائِصِ وَالْمَكْرُمَاتِ، فَشَرَحَ صَدْرَهُ، وَرَفَعَ ذِكْرَهُ، وَأَعْلٰى قَدْرَهُ، وَأَعْظَمَ أَجْرَهُ، وَخَتَمَ بِهِ الرُّسُلَ وَالْأَنْبِيَاءَ، وَكَتَبَ لِشَرِيْعَتِهِ الْخُلُوْدَ وَالْبَقَاءَ، إِلٰى يَوْمِ الْجَزَاءِ. صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ، وَزَادَهُ شَرَفًا وَكَرَامَةً لَدَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ صُنُوْفِ الْفَضْلِ مَا لَا يَصِلُ أَحَدٌ إِلَيْهِ، وَرَضِيَ عَنْ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ، وَكُلِّ مَنِ انْدَرَجَ فِي زُمْرَةِ أَتْبَاعِهٖ وَأَحْبَابِهٖ.

مقدمہ

تمام تعریفات اللہ رب العزت واحد اور یکتا کے لیے ہیں جو منفرد اور سب سے بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں، اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں، اس حال میں کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ میں اس سے مدد طلب کرتا ہوں اور اس سے بخشش مانگتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے ساتھ تخلیق اور ایجاد میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں ہر قسم کے شرک اور ہمسری سے پاک ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اور خلیل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وقت نبی بنایا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تخلیق کے مرحلہ میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خاطر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پختہ عہد لیا تھا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روشن معجزات عطا کر کے مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان گنت خصائص و کرامات سے نواز کر فضیلت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب اطہر کو کھول دیا، آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا اور آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ عطا کیا ہے۔ آپ ﷺ کو سب سے بڑا اجر عطا کیا، آپ ﷺ پر انبیاء و رسولوں کا اختتام فرمایا اور آپ ﷺ کی شریعت کو قیامت تک دوام اور بقاء عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود و سلام (بصورتِ رحمت) نازل فرمائے، آپ ﷺ کو برکت سے نوازے، آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو اپنی بارگاہ میں بڑھائے اور آپ ﷺ کو ایسے ممتاز فضائل عطا فرمائے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے اہلِ بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو اور ہر اس شخص سے بھی جن کا شمار آپ ﷺ کے متبعین اور احباب میں ہوتا ہے۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْبِقَاعِ وَأَحَبَّهَا إِلَى اللهِ مَكَّةُ الْمُشَرَّفَةُ، الَّتِي جَعَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ بَيْتَهُ الْمُبَارَکَ عَلٰى أَرْضِهَا، وَشَرَّفَهَا بِبُزُوْغِ نُوْرِ الْإِسْلَامِ مِنْ جَنْبَاتِهَا، وَفَضَّلَهَا عَلٰى سَائِرِ الْبُلْدَانِ، وَعَظَّمَ شَأْنَهَا مُنْزِلاً فِيْهِ الْكَثِيْرَ مِنَ الآيَاتِ فِي الْقُرْآنِ، وَذٰلِکَ فِي مَكَّةَ خَاصَّةً وَلَمْ يُنْزِلْهَا لِبَلَدٍ سِوَاهَا.

١. **فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى فِي فَضْلِ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ:** ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ○ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ [آل عمران، ٣/٩٦-٩٧].

٢. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِناً وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللهِ وَالْيَومِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلاً ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ○ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○﴾ [البقرة، ٢/١٢٦-١٢٧].

٣. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ○﴾ [التين، ٩٥/٣].

٤. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ○

اما بعد: روئے زمین پر مکہ مکرمہ سب سے بہترین جگہ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر اپنا گھر بنایا اور اس کو شرف بخشا ہے کہ اس کے اطراف و اکناف سے اسلام کے نور کی کرنیں پھوٹیں اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر مکہ کو دنیا کے باقی تمام شہروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شان کے بارے میں کثیر تعداد میں آیتوں کا نزول فرما کر اسے بلند فرمایا ہے۔ بالخصوص شہر مکہ کی فضیلت میں جس قدر آیات نازل فرمائی ہیں اتنی آیات کسی اور شہر کے بارے میں نازل نہیں فرمائیں۔

۱۔ **اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے فضائل کے ضمن میں ارشاد فرمایا ہے:** بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہّ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے (مرکزِ) ہدایت ہےo اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) ابراہیم (علیہ السلام) کی جائے قیام ہے، اور جو اس میں داخل ہوگیا امان پا گیا۔

۲۔ **پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:** اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے، (اللہ نے) فرمایا اور جو کوئی کفر کرے گا اس کو بھی زندگی کی تھوڑی مدت (کے لیے) فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے (اس کے کفر کے باعث) دوزخ کے عذاب کی طرف (جانے پر) مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہےo اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہےo

۳۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قَسمo

۴۔ **فرمانِ باری تعالیٰ ہے:** میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوں o (اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیںo (اے حبیبِ مکرّم! آپ کے) والد (آدم یا

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَo﴾ [البلد، ٩٠/١-٣].

٥. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ o﴾** [الحج، ٢٢/٢٦].

٦. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِo﴾** [البقرة، ٢/١٢٥].

٧. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِo﴾** [الشورى، ٤٢/٧].

٨. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا﴾** [النمل، ٢٧/٩١].

٩. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَo﴾** [القصص، ٢٨/٥٧].

ابراہیم علیہما السلام) کی قَسم اور (ان کی) قَسم جن کی ولادت ہوئیo

۵۔ **ارشادِ باری تعالیٰ ہے:** اور (وہ وقت یاد کیجیے) جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے بیت اللہ (یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر) کی جگہ کا تعین کر دیا (اور انہیں حکم فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرے گھر کو (تعمیر کرنے کے بعد) طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھناo

٦۔ **اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا، اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک (صاف) کر دوo

۷۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:** اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی زبان میں قرآن کی وحی کی تاکہ آپ مکّہ والوں کو اور اُن لوگوں کو جو اِس کے اِردگرد رہتے ہیں ڈر سنا سکیں، اور آپ جمع ہونے کے اُس دن کا خوف دلائیں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (اُس دن) ایک گروہ جنت میں ہوگا اور دوسرا گروہ دوزخ میں ہوگاo

۸۔ **پھر خالقِ کائنات نے فرمایا:** (آپ ان سے فرما دیجیے کہ) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہرِ (مکّہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے عزت وحُرمت والا بنایا ہے۔

۹۔ **پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اور (قدر ناشناس) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی معیّت میں ہدایت کی پیروی کر لیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لیے جائیں گے۔ کیا ہم نے انہیں (اس) امن والے حرم (شہرِ مکہ جو آپ ہی کا وطن ہے) میں نہیں بسایا جہاں ہماری طرف سے رزق کے طور پر (دنیا کی ہر سمت سے) ہر جنس کے پھل پہنچائے جاتے ہیں، لیکن ان میں

١٠. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿**اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللهِ يَكْفُرُوْنَ ○**﴾ [العنكبوت، ٢٩/٦٧].

١١. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿**جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاس**﴾ [المائدة، ٥/٩٧].

١٢. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهِ إِبْرَاهِيْمَ** عليه السلام: ﴿**وَ اَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ○**﴾ [الحج، ٢٢/٢٧].

١٣. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿**وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ○**﴾ [إبراهيم، ١٤/٣٥].

١٤. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿**فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ○ الَّذِىْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ○**﴾ [قريش، ١٠٦/٣-٤].

١٥. **وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى:** ﴿**رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِلا رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْٓ**

سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ یہ سب کچھ کس کے صدقے سے ہو رہا ہے)o

۱۰۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرمِ (کعبہ) کو جائے امان بنا دیا ہے اور اِن کے اِردگرد کے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں تو کیا (پھر بھی) وہ باطل پر ایمان رکھتے اور اللہ کے احسان کی ناشکری کرتے رہیں گےo

۱۱۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اللہ نے عزت (و ادب) والے گھر کعبہ کو لوگوں کے (دینی و دنیوی امور میں) قیام (امن) کا باعث بنا دیا ہے۔

۱۲۔ **اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:** اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو وہ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر (سوار) حاضر ہو جائیں گے جو دور دراز کے راستوں سے آتے ہیںo

۱۳۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اور (یاد کیجیے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو جائے امن بنا دے اور مجھے اور میرے بچوں کو اس (بات) سے بچا لے کہ ہم بتوں کی پرستش کریںo

۱۴۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** پس انہیں چاہیے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی عبادت کریں (تاکہ اس کی شکر گزاری ہو)o جس نے انہیں بھوک (یعنی فقر و فاقہ کے حالات) میں کھانا دیا (یعنی رِزق فراہم کیا) اور (دشمنوں کے) خوف سے امن بخشا (یعنی محفوظ و مامون زندگی سے نوازا)o

۱۵۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو (مکہ کی) بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ شوق

اِلَيۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ﴾ [إبراهيم، ١٤/ ٣٧].

١٦. وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِؕ وَحَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ [البقرة، ٢/ ١٤٤].

١٧. وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ﴾ [الأسراء، ١٧/ ١].

١٨. وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ۝ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ ۝ وَّ اَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ۝ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۝ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ﴾ [الفيل، ١٠٥/ ١-٥].

لَقَدْ جعَلَ اللهُ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِبْلَةً لِلنَّاسِ، يُوَلُّوْنَ وُجُوْهَهُمْ شَطْرَهُ، وَتَهْوِيْ إِلَيْهِ أَفْئِدَتُهُمْ، اسْتِجَابَةً لِدَعْوَةِ نَبِيِّهِ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام.

عِنْدَ هٰذَا الْبَيْتِ تتنزَّلُ الرَّحماتُ، وتُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ، وتُمْحَى السَّيِّئاتُ. وَتُضاعَفُ الحَسَنَاتُ، مَنِ اسْتجارَ به أجارَهُ اللهُ، ومنْ أحْدَثَ فيهِ

ومحبت کے ساتھ ان کی طرف مائل رہیں اور انہیں (ہر طرح کے) پھلوں کا رزق عطا فرما، تاکہ وہ شکر بجا لاتے رہیں○

۱۶۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** (اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیجیے، اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو پس اپنے چہرے اسی کی طرف پھیر لو، اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (تحویلِ قبلہ کا حکم) ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اور اللہ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ انجام دے رہے ہیں○

۱۷۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے○

۱۸۔ **اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:** کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟○ کیا اس نے ان کے مکر و فریب کو باطل و ناکام نہیں کر دیا؟○ اور اس نے ان پر (ہر سمت سے) پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے○ جو ان پر کنکریلے پتھر مارتے تھے○ پھر (اللہ نے) ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح (پامال) کر دیا○

اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کو لوگوں کے لیے قبلہ بنایا۔ لوگ دورانِ نماز اپنا چہرہ اس کی سمت کرتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی بدولت ان کے دل شوق ومحبت سے اس کی طرف مائل رہتے ہیں۔

کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ شوقِ محبت سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے، گناہ مٹ جاتے ہیں اور یہاں پر نیک اعمال کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ جو

أَهْلَكَهُ اللهُ، بَنَاهُ اللهُ عزّوجلّ بأيدِي أنبيائِهِ، وَكَفٰى بِذٰلِك شاهِدًا عَلى أَهَمِّيَّةِ شانِهِ. وَإليهِ تُشَدُّ الرحالُ.

وقد لخَّص الإمامُ الحسنُ البصريُّ فضائلَ مكّةَ فِي رسالةٍ أرسلَها لأحدِ إخوانِهِ مِنَ الزُّهَّادِ، وقد بَلَغَهُ أَنَّهُ يريدُ الخُروجَ مِنها إلى أُخْرَى مِن البِلاَدِ، فقال: إِيَّاك يَا أخي، والخُروجَ مِنها، والانزعاجَ عَنهَا، فإنَّكَ في خيرِ أرضٍ، وأحبِّ أرضِ اللهِ تَعَالَى إليه، وأَفْضَلِها وَأَعْظَمِها قَدْرًا وَأَشْرَفِها عِنْدَهُ.

وقد قال في أوَّلِها: إعلمْ يا أَخي، أبقاكَ اللهُ تعالٰى أَنَّه بَلَغَنِي أَنَّكَ قَد أَجمعتَ رأْيَكَ عَلَى الخُرُوجِ مِن حَرَمِ اللهِ تعالىٰ وأَمْنِهِ، والتَّحوُّلِ مِنْهُ إِلَى اليَمنِ، وَإِنِّي، وَاللهِ، كَرِهْتُ ذلك وغمَّنِي، وَاسْتَوْحَشْتُ مِن ذٰلِكَ وَحْشَةً شَدِيدَةً، إذْ أَرَادَ الشَّيْطَانُ أَنْ يُزعِجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ تعالٰى ويَسْتَزِلَّكَ.

فيا عَجَبًا مِن عَقلِكَ إِذْ نَوَيْتَ ذَلِكَ في نَفْسِكَ، بعْدَ أَن جَعَلَكَ اللهُ مِن أَهلِهِ، ولو أَنَّكَ حَمِدتَ اللهَ تعالىٰ على مَا أَوْلاكَ وأَبْلاكَ في حَرَمِهِ وأَمْنِهِ، وصَيَّرَكَ مِن أَهلِهِ، لكانَ الْواجبُ عَلَيْكَ شُكرَه أَبدًا ما دُمْتَ حَيًّا، ولَكُنْتَ مَشغُولاً بعِبادةِ اللهِ عزّ وجلّ أضعافَ

شخص یہاں پناہ مانگے اللہ تعالیٰ اسے پناہ عطا فرماتا ہے اور جو شخص یہاں کوئی گناہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک ہاتھوں سے فرمائی اور یہی شرف اس کی اہمیت پر شہادت کے لیے کافی ہے۔ اسی کی طرف کجاوے کسے جاتے ہیں۔

امام حسن بصری نے فضائل مکہ کو اپنے ایک خط میں ملخصاً لکھ کر صاحبان زہد و ورع میں سے اپنے کسی بھائی کو بھیجا۔ اس کے بارے میں امام حسن بصری کو معلوم ہوا تھا کہ وہ شخص مکہ مکرمہ چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ امام حسن بصری نے اسے لکھا: اے میرے بھائی! آپ کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر جانے اور اس سے اکتانے سے بچنا چاہیے کیونکہ آپ روئے زمین کے بہترین خطے میں ہیں۔ مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کو تمام روئے زمین سے زیادہ پسندیدہ ہے اور اس کے ہاں سب جگہوں سے زیادہ فضیلت والا، عظیم قدر و منزلت والا اور سب سے زیادہ شرف والا ہے۔

آپ نے خط کے آغاز میں لکھا: اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے، مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حرم اور جائے امن سے جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ آپ یہاں سے یمن جانا چاہتے ہیں، خدا کی قسم! مجھے یہ بات سخت ناگوار گزری ہے اور اس بات سے مجھے شدید غم پہنچا ہے اور میں اس کی وجہ سے سخت گھبراہٹ محسوس کر رہا ہوں کہ شیطان تجھے اللہ تعالیٰ کے گھر سے پریشان کر رہا ہے اور تجھے پھسلانا چاہ رہا ہے۔

تعجب ہے تمہاری عقل پر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس شہر کے باسیوں میں سے بنایا ہے اور آپ نے یہاں سے جانے کی نیت کر لی ہے۔ اگر آپ اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے کہ اُس نے آپ کو اپنے حرم اور جائے امن میں جگہ عطا فرما کر آپ کو اس کے اہلیان میں سے بنایا ہے تو آپ پر تادم زیست اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

ماکُنتَ عليهِ إِذْ جَعَلکَ مِن أهلِ حرمِهٖ وأَمْنِهٖ، وجيرانِ بَيْتِهٖ.

(١) الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام الَّذِيْنَ سَافَرُوْا إِلٰى مَكَّةَ

قَالَ الإمامُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ بَلْدَةٌ وَفَدَ إِلَيْهَا جَمِيْعُ النَّبِيِّيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَجْمَعِيْنَ، وَصَالِحِ عِبَادِ اللهِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِنِّ إِلَّا مَكَّةُ. وَقَالَ: وَكُلُّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِذَا كَذَّبَهٗ قَوْمُهٗ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ إِلٰى مَكَّةَ. وَمَا مِنْ نَبِيٍّ هَرَبَ مِنْ أُمَّتِهٖ إِلَّا هَرَبَ إِلٰى مَكَّةَ، فَعَبَدَ اللهَ تَعَالٰى بِهَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ، حَتّٰى أَتَاهُ الْيَقِيْنُ، وَهُوَ الْمَوْتُ. وَأَنْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ قَبْرَ ثَلٰثِمِائَةِ نَبِيٍّ، وَمَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ قَبْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا، وَقَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّهٖ هَاجَرَ عليهما السلام فِي الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِيْزَابِ. وَقَبْرُ نُوْحٍ، وَهُوْدٍ، وَشُعَيْبٍ، وَصَالِحٍ، صَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ.

وَالْأَنْبِيَاءُ الَّذِيْنَ سَافَرُوْا إِلٰى مَكَّةَ مِنْهُمْ: آدَمُ، وَنُوْحٌ، وإِبْرَاهِيْمُ، وَإِسْمَاعِيْلُ، ومُوْسٰى، ويُوْنُسُ، وهُوْدٌ، وَصَالِحٌ، وَشُعَيْبٌ وَعِيْسٰى عليهم السلام. كَمَا رَوٰى الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: حَجَّ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عليه السلام فِي خَمْسِيْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَعَلَيْهِ عِبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ وَهُوَ يُلَبِّي: لَبَّيْکَ، اللّٰهُمَّ، لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَبَّيْکَ، أَنَا أَعْبُدُکَ، أَنَا لَدَيْکَ، لَدَيْکَ، يَا كَشَّافَ الْكُرَبِ، قَالَ: فَجَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ.

اپنے حرم کا ہمسایہ بنایا ہے، لہٰذا آپ کو چاہیے تھا کہ یہیں قیام پذیر رہتے ہوئے پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ اس کی عبادت میں مشغول رہتے۔

﴿سابقہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا سفرِ مکہ﴾

امام حسن بصری نے فضائل مکہ کے ضمن میں بیان کیا ہے: روئے زمین پر مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کی طرف تمام ابنیا کرام علیہم السلام، تمام ملائکہ، اور جن و انس میں سے زمین و آسمان کے تمام نیک بندوں نے سفر کیا ہو۔ **اور فرمایا:** ابنیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر پیغمبر علیہ السلام کو جب ان کی قوم جھٹلاتی تھی تو وہ اس قوم کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ چلے آتے تھے۔ سو جو نبی بھی اپنی قوم سے نکلا وہ مکہ ہی کی طرف عازم سفر ہوا۔ چنانچہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کعبۃ اللہ کے قرب میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یقین یعنی موت سے ہمکنار ہو جاتے۔ کعبۃ اللہ کے گرد تین سو انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں، اور رکن یمانی اور رکن اسود کے مابین ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں، جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کی قبریں حطیم میں پرنالے کے نیچے ہیں، حضرت نوح، ھود، شعیب اور صالح علیہم السلام کی قبریں، زمزم اور مقام ابراہیم کی درمیانی جگہ پر ہیں۔

جن انبیاء کرام علیہم السلام نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا ہے ان میں سیدنا آدم، سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل، سیدنا موسی، سیدنا یونس، سیدنا ہود، سیدنا صالح، سیدنا شعیب اور سیدنا عیسی علیہم السلام جیسے جلیل القدر انبیاء کرام شامل ہیں۔ **جیسا کہ امام بیہقی اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ **سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں** کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے پچاس ہزار لوگوں کی معیت میں کعبۃ اللہ کا حج ادا کیا۔ آپ پر دو قطوانی عبائیں تھیں اور وہ تلبیہ کہہ رہے تھے (جس کے کلمات ہیں:) اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں تیری عبادت اور غلامی کے لیے حاضر ہوں۔ میں تیری عبادت کرتا ہوں، تیرے پاس

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسَى ابْنِ عِمْرَانَ عليه السلام فِي هٰذَا الْوَادِي مُحْرِمًا بَيْنَ قِطْوَانِيَّتَيْنِ.

وَعَنْ أَبِي مُوْسٰى ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَقَدْ مَرَّ بِالصَّخْرَةِ مِنَ الرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ مُوْسٰى نَبِيُّ اللهِ، حُفَاةً، عَلَيْهِمُ الْعَبَاءُ، يَؤُمُّوْنَ بَيْتَ اللهِ الْعَتِيْقَ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ أَنَّهُ ﷺ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الرَّوْحَاءِ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلّٰى فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَبْلِي سَبْعُوْنَ نَبِيًّا: وَلَقَدْ مَرَّ بِهٖ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عليه السلام حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا بِسَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ عَلٰى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ، عَلَيْهِ عِبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ.

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُونَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ مُوسَى عليه السلام.

ورَوٰى أَحْمَدُ عَنْهُ ﷺ، قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَادِي عُسْفَانَ حِينَ حَجَّ، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ: وَادِي عُسْفَانَ، قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُودٌ، وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ؟ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ،

ہوں، تیرے پاس ہوں اے مصائب کو دور کرنے والے رب!۔ آپ بیان کرتے ہیں: پہاڑوں نے آپ کی اس لبیک کا جواب دیا، یعنی انہوں نے بھی تلبیہ پڑھا۔

اور انہی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گویا میں (اس وقت بھی) حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اس وادی میں دو قطوانی چادروں میں حالتِ اِحرام میں دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وادی روحاء کے مقام صخرہ سے ستر انبیاء کرام علیہم السلام، ننگے پاؤں اپنے اوپر عباء زیب تن کیے ہوئے گزرے ہیں، ان میں اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کا قصد کیے ہوئے تھے۔

طبرانی میں حضرت کثیر بن عبد اللہ المزنی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد روحاء میں نماز ادا فرمائی، پھر فرمایا: بے شک مجھ سے پہلے اس مسجد میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نماز ادا کر چکے ہیں۔ حضرت موسی بن عمران علیہ السلام اپنی سفید سیاہی مائل اونٹنی پر حج یا عمرہ کرنے کی غرض سے بنی اسرائیل کے ستر ہزار افراد کے ساتھ آئے، آپ علیہ السلام نے دو قطوانی عبائیں زیب تن کی ہوئی تھیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجدِ خیف میں ستر (۷۰) انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا فرمائی ہے، اُن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دورانِ حج رسول اللہ ﷺ کا وادی عُسفان سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابو بکر! یہ کونسی وادی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وادی عُسفان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وادی پر سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا گزر ہوا تھا۔ وہ ایسی سرخ اونٹنیوں پر سوار تھے جن کی نکیلیں کھجور کی چھال کی تھیں،

وَأَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّونَ يَحُجُّونَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ ﵄: لَقَدْ مَرَّ بِهٰذَا الْوَادِي هُودٌ، وَصَالِحٌ، وَمُوسٰى ﵈.

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ ﵄: لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُودٌ، وَصَالِحٌ، وَنُوحٌ ﵈.

وَعَنْهُ ﵁ **أَنَّهُ قَالَ**: لَقَدْ سَلَكَ فَجَّ الرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا حُجَّاجًا عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوْفِ، وَلَقَدْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁ مَرَّ بِهٰذَا الْوَادِي يَعْنِي عُسْفَانَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ وهُودٌ، وَصَالِحٌ، وَشُعَيْبٌ ﵈.

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵄، **قَال**: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَبْرُ سَبْعِينَ نَبِيًّا. **وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ** ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهَذَا الْفَجِّ سَبْعُونَ نَبِيًّا عَلَى نُوقٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيفُ، وَلُبُوسُهُمُ الْعَبَاءُ، وَتَلْبِيَتُهُمْ شَتّٰى، مِنْهُمْ يُونُسُ بْنُ مَتّٰى، فَكَانَ يُونُسُ يَقُولُ: لَبَّيْكَ فَرَّاجَ الْكُرَبِ لَبَّيْكَ، وَكَانَ مُوسٰى يَقُولُ: لَبَّيْكَ أَنَا عَبْدُكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ. قَالَ: وَتَلْبِيَةُ عِيسٰى: لَبَّيْكَ أَنَا عَبْدُكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، بِنْتِ عَبْدَيْكَ لَبَّيْكَ.

وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَال: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ هٰذَا

ان کے تہبند عبائیں اور ان کی چادریں چیتوں کی کھال کی تھیں، وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے، اور اس قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کو جا رہے تھے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما **ہی سے مروی ہے** کہ اس وادی سے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کا گزر ہوا تھا۔

اورآپ ہی سے مروی ایک روایت میں ہے: اس وادی سے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت نوح علیہم السلام کا گزرا ہوا تھا۔

اورآپ ہی سے مروی ہے کہ روحاء کے راستے پر ستر انبیاء کرام علیہم السلام حجِ کعبہ کی غرض سے گزرے، جو اُون کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور مسجد خیف میں بھی ان ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ **سے مروی ہے** کہ اس وادی عُسفان سے حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کا گزرا ہوا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما **بیان کرتے ہیں** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور ہیں۔ **آپ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **نے ایک روایت میں فرمایا ہے:** بے شک اس وادی سے ستر انبیاء کرام علیہم السلام سرخ اونٹنیوں پر جن کی نکیل (لگام) کھجور کی چھال کی تھی سوار ہو کر گزرے ہیں، جو عبائیں زیبِ تن کئے ہوئے تھے، ان سب کا تلبیہ جدا جدا (کلمات میں) تھا، ان میں سے حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام فرما رہے تھے: اے مصائب کو دور فرمانے والے رب! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام فرما رہے تھے: میں حاضر ہوں، میں تیرا بندہ حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ یوں تھا: میں تیرا بندہ حاضر ہوں، تیری باندی، اور تیرے دو بندوں کی بیٹی کا بیٹا، میں حاضر ہوں۔

حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ **کو**

الْبَيْتُ يَحُجُّهُ سَبْعُ مِائَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، يَضَعُوْنَ نِعَالَهُمْ بِالتَّنْعِيْمِ، وَيَدْخُلُوْنَ حُفَاةً تَعْظِيمًا لِلْبَيْتِ.

(٢) لِمَاذَا كَانَ الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام يُهَاجِرُوْنَ إِلٰى مَكَّةَ؟

مِـمَّا لا شكَّ فيه أنَّ الْكعبةَ هِي بيتُ اللهِ الأوّلُ على هذهِ الأرضِ، وهذا أيضًا ثابتٌ من التّاريخِ أنّ الْمَسْجِدَ الأقصٰى قَدْ بُنِي بعد مُضِيِّ مدّةِ أربعينَ سنةً لبناءِ الكعبةِ كما وردَ هذا في الحديثِ الصَّحِيْحِ الـمرويِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

فَتَبَيَّنَ بِهٰذَا أَنَّ فِي ذاكَ الوقتِ لَـمْ تكنِ الكعبةُ بيتَ اللهِ الوحيدَ عَلىٰ جميعِ الأرضِ بلْ كانَ هُناكَ بيتُه الآخرُ وَهُو الْمَسجدُ الأقصٰى. والـمناطقُ الـمُختلفةُ التي بُعِثَ إليها مُعْظَمُ الأنبياءِ كانتْ أقربَ إلَى القدسِ مِنْ مكّةَ الـمعظّمةِ، وإضافةً إلى هذا كانَ أكثرهم يَسْكُنُونَ فِي قربِ الْمَسْجِدِ الأقصٰى. وبَنُو إسرائيلَ وهم أولادُ سيّدنا يعقوبَ عليه السلام كانوا

فرماتے ہوئے سنا: بیت اللہ کا حج بنی اسرائیل کے سات سو انبیاء کرام علیہم السلام نے کیا، وہ اپنے جوتے تنعیم کے مقام پر ہی اتار دیتے تھے، اور حرم میں بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

﴿سابقہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کیوں مکہ معظّمہ کی طرف ہجرت فرماتے رہے؟﴾

بلاشک وشبہ کعبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ تعمیر کعبہ کے صرف چالیس سال کے بعد اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ کا دوسرا گھر مسجد اقصیٰ بھی بن گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں) عرض کیا: یا رسول اللہ! روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام۔ اُنہوں نے کہا: میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کونسی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصی (بیت المقدس)۔ اس پر میں نے عرض کیا: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال کا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب جہاں بھی تجھے نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے، بے شک فضیلت نماز پڑھنے میں ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ اس زمانے میں زمین پر کعبۃ اللہ ہی تنہا اللہ تعالیٰ کا گھر نہیں تھا، اسی زمانے میں ایک دوسرا گھر مسجد اقصی کی صورت میں بھی موجود تھا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جن ملکوں یا شہروں میں مبعوث ہوئے، وہ علاقے مکہ معظّمہ کی نسبت القدس یعنی مسجد اقصی کے قریب تر تھے اور بیشتر انبیاء علیہم السلام تو مقیم ہی مسجد اقصیٰ کے قرب و جوار میں تھے۔ بنی اسرائیل جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں وہ القدس اور اس کے قرب جوار میں آباد تھے۔

أَيْضاً ساكِنِينَ في القدسِ وَفِي جِوَارِهِ.

فكانتْ هذه الـمِنْطَقَةُ تُسَمّٰى أيضًا بِمِنْطَقَةِ بنِي إِسرَائيلَ. وعِندما بُعِثَ سيّدُنا عيسى عليه السلام كان القدسُ مَعْمُورًا باليهودِ. وجاء ألفُ نبيٍّ من بني إسرائيلَ من تلك الـمنطقةِ إلى مكّةَ الـمكرّمةِ.

وكان سيّدُنا شعيبٌ عليه السلام يسْكُنُ فِي مدينةِ مَدَائِنَ قُربَ جَبَلِ طُوْرٍ الّذي يُوْجَدُ فِي وَادِي سَيْنَاءَ. وعِندما غَادَرَ سيّدُنا مُوسَى عليه السلام بلدَ فِرْعُونَ مِصْرَ ذَهَبَ إِلِيهِ. ثم ترَك سيّدُنا شعيبٌ عليه السلام منطقتَهُ وجاء إِلى مكّةَ وتُوُفِّي هنا ثم دُفِن فِي فناءِ الكعبةِ.

وهكذا بُعِثَ سيّدُنا موسى عليه السلام إلى مِصْرَ حيث كان القدسُ قريبًا منه، وهو أيضًا كان يأتِي إِلٰى مكّةَ لحجِّ بيتِ اللهِ الحرامِ. وكذالك سيّدنا عيسى عليه السلام كَانَ مَوْلِدُهُ ومَوْطِنُهُ الْقُدُسَ، وكان يَعْبُدُ اللهَ تَعَالٰى فِي الْمَسجِدِ الأقصٰى، ولكن جاء إلى مَكَّةَ لِحجِّ بيتِ اللهِ الحَرامِ. وخلاصةُ الْكَلَامِ أَنَّ جميعَ الأنبياءِ الذين كانُوا يُبعثونَ قُرْبَ القدسِ كانوا يَأْتُونَ إِلَى مكَّةَ الـمكرّمةِ مِن مناطِقِهم وَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ مَاشيًا وَحَافِيًا وَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ رَاكِبًا.

فَهُنَا سُؤالٌ يَطْرَحُ نَفْسَهُ وَهُو: لِـمَاذَا كَانَ هٰؤلاءِ الرُّسُلُ والأنبياءُ الأَجِلَّاءُ يأتُوْنَ إلٰى مكّةَ الـمكرّمةِ لزِيارةِ بيتِ اللهِ الحرامِ، بعدَ قطعِهِمْ أسفارًا طويلةً بَدْلَ ذَهابِهم إلى بيتِ اللهِ الذي هو أقربُ إليهم من مكّةَ وَهُو الْمَسْجِدُ الأَقْصٰى؟ فما هِي الخاصَّةُ أو الفرديَّةُ التي خصّتْ بكعبةِ اللهِ أو

لٰہذا یہ علاقہ خطہء بنی اسرائیل کے نام سے مشہور تھا۔ سیدنا عیسیٰ ؑ کی بعثت مبارکہ کے وقت تو بیت المقدس میں سارے کے سارے یہودی آباد تھے۔ اسی علاقے یعنی خطہ بنی اسرائیل سے ایک ہزار انبیاء کرام ؑ مکہ مکرمہ آئے جہاں بنی اسماعیل آباد تھے۔

حضرت شعیب ؑ وادی سینا کے پاس طور کے قریب شہر مدائن میں سکونت پذیر تھے۔ سیدنا موسیٰ ؑ نے جب فرعون کا شہر مصر چھوڑا تھا تو اُنہی کے پاس گئے تھے۔ پھر حضرت شعیب ؑ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور صحن کعبہ میں دفن ہوئے۔

اسی طرح سیدنا موسیٰ ؑ کی بعثت بھی مصر میں ہوئی جہاں سے القدس قریب ہے، وہ بھی حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔ اسی طرح سیدنا عیسی ؑ جن کی جائے ولادت اور وطن القدس تھا اور وہ مسجد اقصی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے مگر وہ بھی بیت اللہ کا حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔ المختصر! تمام انبیاء کرام ؑ جو القدس (یروشلم) کے قرب وجوار میں مبعوث ہوتے رہے وہ اپنے اپنے علاقوں سے پیدل چل کر مکہ مکرمہ آتے رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی برہنہ پا پیدل چل کر آتے رہے ہیں اور کچھ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر آتے رہے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جلیل القدر انبیاء و رسل ؑ اپنے قریب موجود اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد اقصیٰ چھوڑ کر طویل سفر طے کرکے مکہ معظّمہ میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے گھر کعبہ کی زیارت کے لیے کیوں آتے رہیں ہیں؟ آخر کعبہ اور مکہ معظّمہ کو وہ کون سی خصوصیت یا انفرادیت حاصل تھی جو مسجد اقصیٰ کو میسر نہ تھی؟ اگر اللہ تعالیٰ کے گھر کا ہی طواف کرنا تھا یا اللہ تعالیٰ کے گھر

مكّةَ الـمكرّمةِ ولـم تَخُصَّ بالمَسجِدِ الأَقْصٰى؟ إن كان الـمطلوبُ مِن سفرِهِم طوافَ بيتِ اللهِ، أو عبادةَ اللهِ تعالٰى في بيته فَقَطُ، فكانوا يستطيعونَ أن يقُومُوا بهذه الأعمالِ في القدسِ. فلماذا كانوا يذْهبُون إلٰى مكةَ، ويقومُونَ فيها؟ فلماذا كانُوا يتمنَّونَ للموتِ والدفنِ فيها؟

فجوابُ هذه الأسئلةِ هو أَنَّهم كانوا لا يَخْتَارُونَ الكعبةَ ومكَّة المكرمةَ على بيتِ الـمقدسِ للطّوافِ والعبادةِ فَقَطُ، بل الشيءُ الوحيدُ الذي لأجْلِه كانوا يأتونَ إلى مكَّةَ الـمكرّمةِ هو عِلْمُ كلِّ نبيٍ مِنْهُمْ، بأنَّ خاتَمَ الأنبياءِ والرُّسلِ سَيُبْعَثُ فِي هذه المدينةِ، ولعلَّه يَجِدُ زمنَ ذلك النبيّ عليه أفضلُ التّحيّةِ والسّلامِ، ويزوره، ويؤمن به، ويُصدِّقُه، ويَنْصُرُه، كما بيَّن هذا الْأَمْرَ القرآنُ الكريمُ فِي قوله تعالٰى: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ [آل عمران،٣/٨١].

فَجمعَ اللّٰهُ أرواحَ جميعِ الأنبياءِ مِن آدمَ ﷺ إلى عيسٰى ﷺ قبْلَ خلْقِ أجْسَادِهِمْ، وَقَالَ لَهُمْ: أُعطِيْكُمُ النُّبُوةَ وأَبْعَثُكُمْ إلٰى خَلْقِي، وأُعطِيكُمْ الكتبَ والصَّحائفَ، وأُنْزِلُ إليكم الوحيَ، وعندما يَنْتَهِي زمنُكم فيأتي النّبيُ الأخيرُ الذي لأجلِه خلقتُ هذا الكونَ كُلَّهُ، يكون مبْعثُه مكَّةَ. وكان هذا الشيءُ مكتوبًا في الصُّحفِ وَالكتبِ السّماويةِ السابقةِ، بأنّ مولدَه

میں جا کر اس کی عبادت کرنی تھی تو القدس میں رہ کر مسجد اقصیٰ میں وہ یہ اعمال بجا لا سکتے تھے۔ وہ کیوں مکہ مکرمہ جاتے رہے اور وہاں قیام اختیار کرتے رہے ہیں؟ وہ مکہ میں وفات پانے کی آرزو کیوں کرتے رہے اور مکہ میں ہی اُن کی قبریں کیوں بنیں؟

ان سوالات کا جواب یہ ہے کہ وہ بیت المقدس کی بجائے یہاں مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کا محض طواف کرنے اور عبادت کرنے نہیں آتے تھے۔ بلکہ ان کی یہاں تشریف آوری کی وجہ فقط ایک تھی، وہ یہ کہ ہر نبی کو معلوم تھا کہ ہمارے بعد آخری زمانے میں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت اسی شہر مکہ میں ہوگی، شاید کہ وہ اس نبی ﷺ کا زمانہ پا لے، ان کی زیارت کرلے اور (حکمِ الٰہی کی تعمیل میں) ان پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کرے اور ان کی مدد و نصرت کرے۔ جیسا کہ اس حکم کو قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

’اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں○‘

اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے مبارک جسموں کی تخلیق سے پہلے ان کی روحوں کو جمع کیا تھا اور فرمایا تھا: میں تم سب کو نبوت دوں گا اور دنیا میں مبعوث کروں گا۔ تمہیں کتابیں دوں گا، تم پر وحی نازل کروں گا، اور جب تم سب کا زمانہ ختم ہو جائے گا تو میرا آخری رسول ﷺ آئے گا، جس کی وجہ سے میں نے ساری کائنات بنائی ہے۔ اُن کی بعثت شہر مکہ میں ہوگی۔ یہ بات سابقہ صحیفوں اور کتب

يكونُ فِي مكةَ ومُهَاجَرُهُ يكونُ إلى بلدِ النّخيل.. ولهذَا كانَ كلُّ نَبِيٍّ يقولُ لأمتِه: إِنّه لو بُعِثَ محمدٌ رسولُ اللهِ ﷺ في عهدي لَتُؤْمِنُنَّ به ولَتَنْصُرُنَّهُ. فكانتْ أَخِيْرًا مكَّةُ هِيَ التي سَعِدَتْ بولادةِ النبيِّ محمدٍ ﷺ فيها، وبهذا السّببِ أَقْسَمَ اللهُ بِهٰذَا البلدِ الـمُبَارَكِ في القرآنِ الحكيمِ. فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ○﴾ [البلد، ٩٠/١-٣]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ......الآية.﴾ [آل عمران، ٧/١٥٧].

ولهَذَا كانَ جميعُ الأنبياءِ يُرِيدُونَ بعْدَ إتمامِهم فرائضَ النُّبُوةِ أن يَذْهَبُوا إلٰى مَكَّةَ المعظَّمَةِ، لَعَلَّ النبيَّ الأخيرَ يُبْعَثُ فِي حياتِهم، فَيَشْرُفُونَ بِلقائِه ورؤيتِه، ويؤمِنُون بِهِ، ويَصيرونَ أفْرَادًا مِن أمتِهِ.

فلهذا الغرضِ الوحيدِ، هاجَرَ آلافٌ مِن الأنبياءِ السّابقِينَ مِنْ مناطِقِهم وسافَرُوْا إلى البلدِ الـمُبارَكِ الأمينِ الذي كان قَدْ يُولَدُ فيه النبيُّ الأُمِّيُّ مُحَمّدٌ ﷺ، وقَطَعُوا مسافاتٍ طويلةً جدًّا مَشْيًا على أقدامِهم.

فجَاءُوا إلٰى مسجدِ الخَيْفِ، وسَكَنُوا فِي جِوارِه، ثم تُوَفُّوا هناكَ ودُفِنُوا هناكَ، هكذا مَرُّوا للوصولِ إلى الكعبةِ من وادي الأَزْرَقِ، ووَادِي

آسمانی اور میں بھی درج تھی کہ اُن کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اور وہ کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔ لہٰذا ہر نبی اپنی امت کو کہتا تھا کہ اگر میرے زمانے میں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو اُن پر ایمان لے آنا۔ مکہ معظّمہ ہی عظمت والا شہر ہے جہاں رب کائنات کے محبوب نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مبارک شہر کی قسم کھائی، ارشاد فرمایا: میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوں ○ (اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں○ (اے حبیبِ مکرّم! آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم علیہما السلام) کی قَسم اور (ان کی) قَسم جن کی ولادت ہوئی○ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اورمعاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

لہٰذا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنا فریضہ نبوت ادا کر چکنے کے بعد چاہتے تھے کہ مکہ معظّمہ چلے جائیں، شاید نبی آخر الزمان ﷺ اُن کی زندگی میں ہی تشریف لے آئیں اور وہ بھی اُن کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل کر لیں، اُن پر ایمان لے آئیں اور اُن کے اُمتی بن جائیں۔

صرف اسی (نبی آخر الزمان ﷺ کی محبت) وجہ سے ہزارہا انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے علاقوں سے ہجرت کی اور پیدل سفر کر کے اِس مبارک شہر مکہ میں آئے، جہاں نبی الاُمی سیدنا محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ فقط اسی غرض سے وہ طویل مسافتیں پیدل طے کرتے رہے۔

اسی غرض سے انبیاء کرام علیہم السلام مسجد خیف بھی آئے اس کے قرب و جوار میں رہائش اختیار کی، پھر یہیں وفات پائی اور اسی مسجد میں دفن کئے گئے۔ اسی طرح وادی ازرق، وادی سرر،

السُّرَرِ، ووَادِي هَرْشٰى، وَوَادِي الرَّوْحَاءِ، وَوَادِي عُسْفَانَ مُلبِّين شَتّٰى تَلْبِيَاتٍ.

إنَّ جَمِيعَ الأنبياءِ كانوا يَعْرِفُون بعثةَ النبِّيِ محمدٍ ﷺ فِي مكةَ، وهِجْرَتَهٗ إلى المدينةِ. وَكانوا يُخْبِرُون أُمَـمَهُمْ بِهٰذا الأمرِ أيضًا. واليهودُ الذين كانُوا يسْكُنُون في المدينةِ المنورةِ كانوا يُخْبِرُوْنَ أولادَهم بمجيءِ ذٰلک النبيِّ ﷺ، وكانوا يَطْلُبُونَ مِنَ اللهِ الفتحَ على الكفارِ بوسيلةِ اسمِ ذٰلک النبيِّ ﷺ كما بَيَّنَ القرآنُ هٰذَا الْأَمرَ: ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة، ٢/٨٩].

وخلاصةُ الكلامِ أنّ السّببَ الوحيدَ لـمجيءِ أكثرِ الأنبياءِ والرّسلِ إلى مكّةَ، وسَكَنِهم فيها هو أُمْنِيَتُهُمْ لرؤيةِ خاتمِ الأنبياءِ والرّسلِ ﷺ، والإيمانِ بهٖ، والنّصرِ لدينهِ الـمتينِ. وَهٰذَا هُوَ مَوْضُوْعُ الْكِتَابِ الَّذِيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ. فَقَدْ جَمَعْتُ فِي هٰذَا الْمُؤَلَّفِ الرّواياتِ الَّتِي تَدُلُّ عَلٰى هِجْرَةِ الأنبياء السَّابِقِيْنَ عليهم السلام إِلٰى حَرَمِ مَكَّةَ المكرّمةِ وَالسَّكنِ وَالْموتِ فِيْهِ، وَذٰلِکَ لِرؤيةِ خاتمِ الأنبياءِ والرّسلِ وَاللِّقاءِ مَعهٗ وَالإيمانِ بِهٖ ﷺ.

أَسْأَلُ اللهَ تعالى أَنْ يُوَفِّقَنَا للتأدُّبِ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ، وَأَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ أتباعِهٖ، وَأَنْصارِهٖ، وَأشْيَاعِهٖ، وَأنْ يَرْزُقَنَا طَاعَتَهٗ وَأَنْ لا يَحْرُمَنَا شفاعتَهٗ، وَأَنْ يَحْشُرَنَا

وادی ہرشیٰ، وادی روحاء اور وادی عُسفان سے انبیاء کرام علیہم السلام اسی تمنا اور آرزو میں تلبیہ پڑھتے ہوئے گزرے۔

چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نبی آخر الزمان ﷺ کی مکہ مکرمہ میں بعثت مبارکہ اور پھر یہاں سے مدینہ منورہ ہجرت سے باخبر تھے، اسی بناء پر وہ اپنی اُمت کو بھی اس کی خبر دیتے تھے۔ یہود جو مدینہ منورہ میں آباد تھے وہ بھی اپنی نسلوں کو بتاتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ مبعوث ہونے والے ہیں۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے کافروں پر فتح یابی کی دعا مانگتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید نے اس امر کو بیان کیا ہے: 'حالاں کہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور ان پر اترنے والی کتاب 'قرآن' کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب 'قرآن' کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہوگئے، پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہےo

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مکہ مکرمہ میں آنے اور وہاں سکونت اختیار کرنے کا واحد سبب ان کی یہ آرزو تھی کہ شاید وہ خاتم المرسلین ﷺ کا دیدار کرلیں، ان پر ایمان لائیں اور ان کے دین متین کی نصرت کریں۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا موضوع بھی یہی ہے۔ لہٰذا میں نے اس تالیف میں وہ روایات جمع کی ہیں جو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حرم مکہ کی طرف ہجرت، اس میں سکونت اور پھر وہیں ان کی وفات پر دلالت کرتی ہیں، ایسا وہ فقط نبی آخر الزمان ﷺ کے شوقِ دیدار، ملاقات اور آپ پر ایمان لانے کی خاطر کرتے تھے۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اپنے نبی مکرم ﷺ کا ادب بجا لانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کے پیروکار، مددگار اور ساتھیوں میں سے بنائے۔ ہمیں آپ ﷺ کی اطاعت کرنا نصیب فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ

مَعَهُ ﷺ، إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللّٰهُمَّ آمِين.

خادم العلم والسنة

(محمد طاهر القادري)

فرمائے، روزِ قیامت ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع فرمائے۔ بے شک وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خادمِ علم وسنت

(محمد طاہر القادری)

حُرْمَةُ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ وَالنَّهْيُ عَنِ اسْتِحْلَالِهَا

١/١. عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ – وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ–: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيْرُ، أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ، حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ، إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِيءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللهِ، فَقُوْلُوْا لَهُ: إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢/٢. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا:

١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب لا يعضد شجر الحرم، ٢/٦٥١، الرقم/١٧٣٥، ومسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها إلا لمنشد على الدوام، ٢/٩٨٧، الرقم/١٣٥٤، والنسائي في السنن، كتاب مناسك الحج، باب تحريم القتال فيه، ٥/٢٠٥، الرقم/٢٨٧٦، والبيهقي في السنن الكبرى، ٧/٥٩، الرقم/١٣١٥٢، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٢/١٨٥، الرقم/٤٨٤۔

٢: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، ←

﴿ مکہ مکرمہ کی حرمت کا حکم اور اس کی بے حرمتی کی ممانعت ﴾

١/١۔ **حضرت ابو شُریح عدوی ﷺ بیان کرتے ہیں** کہ انہوں نے عمرو بن سعید - جو مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کر رہا تھا - سے کہا: اے امیر! اجازت دیجیے کہ میں آپ کے سامنے وہ قول مبارک بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن صبح کے وقت ارشاد فرمایا تھا، اس حدیث مبارک کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کر لیا ہے، جب آپ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کی زیارت کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا ہے نہ کہ انسانوں نے اُسے حرم بنایا، جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے، یا یہاں کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ کے (فتح مکہ کے موقع پر) قتال سے جواز نکالے تو اس سے یہ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی، لیکن تمہیں اجازت نہیں ہے، اور مجھے بھی اس نے صرف دن کی تھوڑی سی دیر کے لیے اجازت دی تھی، آج پھر مکہ کی حرمت اسی طرح قائم ہو گئی ہے جیسی کل تھی۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٢/٢۔ **حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں** کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے منیٰ (کے میدان) میں فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام ﷺ عرض گزار ہوئے:

.... ٢/ ٦٢٠، الرقم/١٦٥٥، وأيضًا في كتاب الأدب، باب قوله تعالى: (يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم) إلى قوله تعالى (فأولئك هم الظالمون)، ٥/ ٢٢٤٧، الرقم/٥٦٩٦۔

اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ: فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: بَلَدٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٣/٣. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَـلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهٖ، وَجَعَلَ يَقُوْلُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ [الإسراء، ١٧/ ٨١].

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٤/٤. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ: لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ

٣: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المظالم، بَاب هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ، ٢/٨٧٦، الرقم/٢٣٤٦، ومسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب إزالة الأصنام من حول الكعبة، ٣/١٤٠٨، الرقم/١٧٨١۔

٤: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب لا يحل القتال بمكة، ٢/٦٥١، الرقم/١٧٣٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها إلا لمنشد على ←

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ حرمت والا دن ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حرمت والا شہر ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ کرام ﷺ عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ نے (مزید) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اسی طرح حرام کی ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر کے اندر (حرام) ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳/۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ اپنے دستِ اقدس میں ایک لکڑی لیے انہیں چبھوتے اور فرماتے جاتے: 'حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے۔'

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۴/۴۔ حضرت ابنِ عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب (مکہ سے) ہجرت فرض نہیں رہی، لیکن جہاد اور (اچھی) نیت اب بھی باقی ہے۔

الدوام، ٢/٩٨٦، الرقم/١٣٥٣، والنسائي في السنن، كتاب مناسك الحج، باب حرمة مكة، ٥/٢٠٣، الرقم/٢٨٧٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٣١٥، الرقم/٢٨٩٨، والطبراني في المعجم الكبير، ١١/٣٠، الرقم/١٠٩٤٣۔

وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا، فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقْطَتَهُ، إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٥/٥. وَفِي رِوَايَةِ مُجَاهِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

٥: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، بَاب مَنْ شَهِدَ الْفَتْحَ، ٤/١٥٦٧، الرقم/٤٠٥٩، وعبد الرزاق في المصنف، ٥/١٤٠، الرقم/٩١٨٩، وذكره الهندي في كنز العمال، ١٢/٩١، الرقم/٣٤٦٥٢.

جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو تیار ہو جانا۔ (آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:) اس شہر (مکہ) کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت ہی حرمت والا بنا دیا تھا اور یہ شہر خداداد حرمت کی وجہ سے قیامت تک حرم ہی رہے گا۔ اس کا کانٹا کاٹا جائے نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے۔ کوئی شخص مکہ میں گری ہوئی چیز کو نہ اٹھائے، ماسوا اس شخص کے جو اس چیز کا اعلان کر کے اس کو مالک تک پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو، اور یہاں کی گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۵/۵۔ حضرت مجاہد نے (مرسلاً) روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ قیام فرما ہوئے پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن ہی مکہ مکرمہ کو حرمت والا بنا دیا تھا۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے اسے حرمت والا بنانے کی وجہ سے قیامت تک حرمت والا رہے گا، نہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی یہ صرف تھوڑی دیر کے لیے حلال ہوا تھا۔

اِس حدیث کو امام بخاری اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

حُبُّ الرَّسُوْلِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ ﷺ لِمَكَّةَ

٦/ ١. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِمَكَّةَ: مَا أَطْيَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّکِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُوْنِي مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَيْرَکِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

٧/ ٢. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ الزُّهْرِيِّ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: وَاللهِ، إِنَّکِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه وَالدَّارِمِيُّ.

٦: أخرجه الترمذي في السنن، کتاب المناقب، باب في فضل مکة، ٥/ ٧٢٣، الرقم/ ٣٩٢٦، وابن حبان في الصحيح، ٩/ ٢٣، الرقم/ ٣٧٠٩، والطبراني في المعجم الکبير، ١٠/ ٢٧٠، الرقم/ ١٠٦٣٣۔

٧: أخرجه الترمذي في السنن، کتاب المناقب، باب فِي فَضْلِ مَکَّةَ، ٥/ ٧٢٢، الرقم/ ٣٩٢٥، وابن ماجه في السنن، کتاب المناسك، باب فضل مکة، ٢/ ١٠٣٧، الرقم/ ٣١٠٨، والدارمي في السنن، کتاب السير، باب إخراج النبي ﷺ من مکة، ٢/ ٣١١، الرقم/ ٢٥١٠۔

﴿رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مکہ مکرمہ سے شدید محبت﴾

۱/۶۔ **حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں** کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے (مخاطب ہوتے ہوئے) فرمایا: تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے، اگر میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔

اس حدیث کو امام ترمذی، ابن حبان اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲/۷۔ **حضرت عبد اللہ بن عدی بن حمراء زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں** کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مقامِ حزورہ پر کھڑے دیکھا، آپ ﷺ نے (سرزمین مکہ کو دیکھتے ہوئے) فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اللہ کی تمام زمین سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر تجھ سے نکالے جانے پر مجھے مجبور نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتا۔

اس حدیث کو امام ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

شَرَفُ كَعْبَةِ اللهِ وَتَعْظِيْمُهَا

١/٨ . عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ: قَرَأْتُ فِي كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ الْأُوَلِ: لَيْسَ مِنْ مَلَكٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى الْأَرْضِ إِلَّا أَمَرَهُ بِزِيَارَةِ الْبَيْتِ، فَيَنْقَضُّ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مُحْرَمًا مُلَبِّيًا حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ، ثُمَّ يَطُوْفُ سَبْعًا بِالْبَيْتِ، وَيُصَلِّي فِي جَوْفِهٖ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَصْعَدُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالْحَلَبِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ.

٢/٩ . عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ: وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَکَ رَبُّکَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُکَ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلٰى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا. قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِکَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ، وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ

٨: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٣٩، وذكره الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، ١/٢٤٧۔

٩: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، بَاب يَزِقُّوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ، ٣/١٢٢٩، الرقم/٣١٨٤، والنسائي في السنن الكبرىٰ، ٥/١٠١، الرقم/٨٣٨٠۔

﴿ کعبۃ اللہ کی عظمت اور اس کی تعظیم و تکریم ﴾

۱/۸۔ **حضرت وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں:** میں نے پہلے لوگوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بھی فرشتہ کو کسی امر کی انجام دہی کے لیے زمین پر نازل فرماتا ہے تو اسے حکم ارشاد فرماتا ہے: وہ بیت اللہ کی زیارت کرے، لٰہذا وہ عرش کے نیچے سے احرام پہن کر تلبیہ کہتا ہوا اترتا ہے حتیٰ کہ وہ استلام حجر کرتا ہے (یعنی اسے چومتا ہے، یا اسکی طرف ہاتھ اٹھا کر ان کو چومتا ہے۔) پھر سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہے اس کے بعد (تفویض کردہ امر سر انجام دے کر) واپس چلا جاتا ہے۔

اسے اَزرقی نے اور حلبی نے مذکورہ الفاظ سے روایت کیا ہے۔

۲/۹۔ **حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ روایت کرتے ہیں** کہ حضرت اسماعیل ﷺ چاہِ زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے اپنا تیر درست فرما رہے تھے۔ جب انہوں نے اپنے والدِ محترم کو دیکھا تو استقبال کے لیے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں نے ایسے اخلاق کا مظاہرہ کیا جیسے ایک والد اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور بیٹا والد کے ساتھ کرتا ہے (یعنی باپ نے بیٹے پر شفقت کی اور بیٹے نے باپ کے ساتھ ادب و احترام کے تمام تقاضے پورے کیے)۔ پھر حضرت ابراہیم ﷺ نے فرمایا: اے اسماعیل! مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک کام کا حکم فرمایا ہے۔ عرض گزار ہوئے: جس کام کا آپ کے رب نے حکم فرمایا ہے اسے ضرور پورا کیجئے۔ فرمایا: کیا تم میری مدد کرو گے؟ عرض کیا: میں آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں۔ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسی مقام پر (اللہ تعالیٰ کا) ایک گھر تعمیر کروں، آپ نے ایک اونچے ٹیلے اور اس کی حدود کی جانب اشارہ فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر دونوں حضرات نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانی شروع کر دیں۔ حضرت اسماعیل ﷺ پتھر اُٹھا کر لاتے اور حضرت ابراہیم ﷺ تعمیر فرماتے، یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو حضرت اسماعیل ﷺ اس (مقامِ ابراہیم میں نصب)

بِهٰذَا الْحَجَرِ، فَوَضَعَهُ لَهُ، فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ، وَهُمَا يَقُوْلَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة، ٢/١٢٧]، قَالَ: فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ، حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ الْبَيْتِ، وَهُمَا يَقُوْلَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة، ٢/١٢٧].

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

١٠/٣. عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ، مَا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا، فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذٰلِکَ، هَلَکُوْا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجه وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ: فَإِذَا تَرَکُوْهَا وَضَيَّعُوْهَا هَلَکُوْا.

١١/٤. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَطُوْفُ بِالْکَعْبَةِ وَيَقُوْلُ:

١٠: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٣٤٧، الرقم/١٩٠٧٢، وابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل مكة، ٢/١٠٣٨، الرقم/٣١١٠، وابن أبي شيبة في المصنف، ٣/٢٦٨، الرقم/١٤٠٩٠، وابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني، ٢/٢٠، الرقم/٦٨٩۔

١١: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن ←

پتھر کو اٹھا لائے اور دیوار کے ساتھ رکھ دیا (تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے رہیں)۔ وہ تعمیر فرماتے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لاکر دیتے رہے، اور دونوں حضرات یوں عرض کرتے رہے: 'اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔' راوی کا بیان ہے کہ دونوں حضرات تعمیر کرتے رہے، یہاں تک کہ بیت اللہ کے چاروں طرف یہ دعا پڑھتے رہے: 'اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔'

اس حدیث کو امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

۳/۱۰۔ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے لوگ اس وقت تک بھلائی (اور نیکی) پر قائم رہیں گے، جب تک وہ اس حرمت (یعنی حرم مکہ) کی کماحقہ تعظیم بجا لاتے رہیں گے، اور جب انہوں نے اس حرمت کو ضائع کر دیا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

اس حدیث کو امام احمد نے، ابن ماجہ نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

امام احمد کی روایت میں ہے: جب وہ اس حرمت کو چھوڑ دیں گے اور اسے ضائع کر دیں گے تو ہلاک ہوجائیں گے۔

۴/۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: (اے کعبہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے

.... وماله، ۲/۱۲۹۷، الرقم/۳۹۳۲، والطبراني في مسند الشاميين، ۲/۳۹۶، الرقم/۱۵۶۸، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ۳/۲۰۱، الرقم/۳۶۷۹۔

مَا أَطْيَبَكِ، وَأَطْيَبَ رِيْحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتِكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهٖ إِلَّا خَيْرًا.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَالطَّبَرَانِيُّ.

(١) مَا رُوِيَ عَنِ الصَّحَابَةِ ﷺ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ

(١) **قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ** ﷺ: مَا مِنْ بَلْدَةٍ يُؤْخَذُ الْعَبْدُ فِيْهَا بِالْهِمَّةِ قَبْلَ الْعَمَلِ إِلَّا مَكَّةَ وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰـهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِالْحَادٍم بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍo﴾ [الحج، ٢٢/٢٥].(١)

ذَكَرَهُ الْمُلَّا عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِي الْمِرْقَاةِ.

(٢) **قَالَ مُجَاهِدٌ:** بِظُلْمٍ يَعْمَلُ فِيْهِ عَمَلًا سَيِّئًا، وَهٰذَا مِنْ خُصُوْصِيَّةِ الْحَرَمِ، أَنَّهٗ يُعَاقَبُ الْبَادِي فِيْهِ الشَّرَّ، إِذَا كَانَ عَازِمًا عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يُوْقِعْهُ.(٢)

ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي التَّفْسِيْرِ.

---

(١) الملا علي القاري في مرقاة المفاتيح، باب حرم مكة، الفصل الثاني، ٥/٦١٣۔

(٢) ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/٢١٥۔

اور تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے! تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، لیکن قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کی جان و مال کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے اقوال

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہروں میں سے کوئی شہر ایسا نہیں جس میں عمل کرنے سے بھی پہلے محض ارادے پر بندے کی گرفت ہو جائے، سوائے اس شہرِ مکہ کے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: 'اور مسجدِ حرام جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے یکساں بنایا ہے اس میں وہاں کے باسی اور پردیسی (میں کوئی فرق نہیں) اور جو شخص اس میں ناحق طریقہ سے کج روی (یعنی مقررہ حدود و حقوق کی خلاف ورزی) کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے○'

اسے ملا علی قاری نے 'مرقاۃ المفاتیح' میں بیان کیا ہے۔

(۲) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ''بِظُلْمٍ'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس شہرِ مکہ میں برا کام کرے اور یہ حرم کی خصوصیت ہے کہ اس میں برائی شروع کرنے والے کو بھی سزا دی جاتی ہے، جبکہ اس نے ابھی اس کا ارادہ ہی کیا ہو، اور اس شر کو عملاً سرانجام نہ بھی دیا ہو۔

اسے حافظ ابن کثیر نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

(٢) مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْكَعْبَةِ

١٢/٥. عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: اَلنَّظَرُ إِلَى الْبَيْتِ عِبَادَةٌ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّيْلَمِيُّ.

١٣/٦. وَفِي فَضَائِلِ مَكَّةَ لِلْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ: وَالنَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ نَظَرَ إِلَى بَيْتِ اللهِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَتَصْدِيقًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَحُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْآمِنِيْنَ.

١٤/٧. وَفِي رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ نَظْرَةً مِنْ غَيْرِ طَوَافٍ وَلَا صَلَاةٍ كَانَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَفْضَلَ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ بِغَيْرِ مَكَّةَ صَائِمًا وَقَائِمًا رَاكِعًا وَسَاجِداً.

١٥/٨. عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: اَلنَّظَرُ إِلَى الْبَيْتِ عِبَادَةٌ وَالنَّاظِرُ إِلَى الْبَيْتِ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الْمُخْبِتِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ.

١٢: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٣/٣٤٣، الرقم /١٤٧٦٠، وعبد الرزاق في المصنف،٥/١٣٥، الرقم/٩١٧٣، والبيهقي في شعب الإيمان،٣/٤٥٥، الرقم/٤٠٥٢، والديلمي في المسند، ٢/١٩٥، ٢٩٦٩، ٤/٢٩٣، الرقم/٦٨٦٤، والزركشي في البرهان في علوم القرآن، ١ /٤٦٣۔

١٣: أخرجه الحسن البصري في فضائل مكة/٢٣۔

١٤: رواه الكناني في هداية السالك،١/٧٥

١٥: أخرجه الأزرقي فى أخبار مكة، ٢ /٩۔

﴿کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے کا اَجر﴾

۵/۱۲۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے (کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے): بیت اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق، بیہقی اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔

۶/۱۳۔ حضرت حسن البصری رضی اللہ عنہ نے فضائل مکہ میں بیان کیا ہے: کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس شخص نے حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، کعبۃ اللہ پر نگاہ ڈالی تو اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کی بخشش کر دی جائے گی اور قیامت کے دن اُسے نجات پانے والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔

۷/۱۴۔ حضرت حسن البصری رضی اللہ عنہ کے رسالہ میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی بیان ہوا ہے کہ جس شخص نے طواف اور نماز کی ادائیگی کے علاوہ بھی بیت اللہ کی طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکہ مکرمہ کے علاوہ کی گئی ایک سال پر مشتمل صیام و قیام اور رکوع و سجود کی عبادت سے افضل ہے۔

۸/۱۵۔ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ (حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا): حرم کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے والا ہمیشہ خشوع و خضوع کے ساتھ روزہ رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے، اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٦/٩. وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ يَقُولُ: **النَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَحْضُ الإِيمَانِ.**

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٧/١٠. وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: مَنْ نَظَرَ إِلَى الْكَعْبَةِ إِيْمَانًا وَتَصْدِيقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٨/١١. وَعَنْ أَبِي السَّائِبِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: مَنْ نَظَرَ إِلَى الْكَعْبَةِ إِيْمَانًا وَتَصْدِيْقًا تَحَاتَّتْ عَنْهُ الذُّنُوبُ كَمَا يَتَحَاتُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٩/١٢. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: **يُنْزِلُ اللهُ ﷻ عَلَى هٰذَا الْبَيْتِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِينَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ: سِتُّونَ مِنْهَا لِلطَّائِفِينَ وَأَرْبَعُونَ لِلْمُصَلِّينَ، وَعِشْرُونَ لِلنَّاظِرِينَ.**

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٦: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ٢/ ٩-

١٧: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ٢/ ٩-

١٨: أخرجه الأزرقي فى أخبار مكة، ٢/ ٨-

١٩: أخرجه الأزرقي فى أخبار مكة، ٢/ ٨-

اسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

۹/۱۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنا بھی جوہرِ ایمان ہے۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

۱۰/۱۷۔ حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے جس شخص نے کعبۃ اللہ کی طرف ایمان اور تصدیق کے ساتھ دیکھا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا، جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔

اسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

۱۱/۱۸۔ حضرت ابو سائب المدینی سے روایت ہے: جس نے کعبۃ اللہ کی طرف ایمان اور تصدیق سے دیکھا تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

اسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

۱۲/۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر روز و شب کعبۃ اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے: جن میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے، چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں کے لیے، جبکہ بیس رحمتیں صرف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے والوں کے لیے نازل فرماتا ہے۔

اِسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

(٣) فَضْلُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

٢٠/١٣. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: **نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ.**

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما. وَقَالَ: حَدِيثُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٢١/١٤. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

٢٢/١٥. وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه يَرْفَعُهُ، قَالَ: لَوْلَا مَا مَسَّهُ مِنْ أَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ، مَا مَسَّهُ ذُوْ عَاهَةٍ إِلَّا شُفِيَ، وَمَا عَلَى الْأَرْضِ شَيْءٌ مِنَ الْجَنَّةِ غَيْرُهُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

٢٠: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٠٧، ٣٢٩، ٣٧٣، الرقم/٢٧٩٦، ٣٠٤٧، ٣٥٣٧، والترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام،٣/٢٢٦، الرقم/٨٧٧، وابن خزيمة في الصحيح، ٤/٢١٩، الرقم/٢٧٣٣۔

٢١: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/٢٧٧، الرقم/١٣٩٧٤، والنسائي في السنن الكبرى برواية ابن عباس رضي الله عنه، ٢/٣٩٩، الرقم/٣٩١٦

٢٢: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٥/٧٥، الرقم/٩٠١٢۔

﴿ حجرِ اَسود کی فضیلت ﴾

۱۳/۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود جنت سے اترا تو دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا، پھر انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ ترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا ہے: اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ ﷺ سے بھی روایات منقول ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: حدیثِ ابنِ عباس ﷺ حسن صحیح ہے۔

۱۴/۲۱۔ حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حجر اسود جنت سے آیا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

۱۵/۲۲۔ اور ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس (حجر اسود) کو زمانہ جاہلیت کی پلیدیوں نے مس نہ کیا ہوتا تو اس کو جو مصیبت زدہ چھوتا، شفا پاتا۔ روئے زمین پر سوائے اس کے، جنت کی کوئی اور چیز موجود نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٢٣/١٦. وَعَن عَائِشَةَ ﵂، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:اسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِشَيْءٍ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْهَا قَبْلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

رَوَاهُ الْعَيْنِيُّ وَالنَّوَوِيُّ.

٢٤/١٧. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّ جِبْرِيلَ ﵇، هُوَ الَّذِي نَزَلَ عَلَيْهِ بِالْحَجَرِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُ وَضَعَهُ حَيْثُ رَأَيْتُمْ، وَأَنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا دَامَ بَيْنَ ظَهْرَانِكُمْ، فَتَمَسَّكُوا بِهٖ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَجِيءَ فَيَرْجِعَ بِهٖ مِنْ حَيْثُ جَاءَ بِهٖ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ كُلَّهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

٢٥/١٨. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْحَجَرِ: وَاللهِ، لَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهٖ، يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ.

٢٣: أخرجه العينى في عمدة القارى،٩/٢٤٢، والنووي في المجموع، ٨/٤٠۔

٢٤: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٦٤، وذكره الهيثمي فى مجمع الزوائد، ٣/٢٤٢۔

٢٥: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٠٧، الرقم/٢٧٩٧، والترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في الحجر الأسود، ٣/٢٩٤، الرقم/٩٦١، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ١٠/٢٠٦، ←

۲۳/۱۶۔ حضرت عائشہ ﷞ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حجر اسود کو آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل اُس سے فائدہ اٹھا لو کیونکہ یہ جنت سے نکال کر لایا گیا ہے اور جو چیز بھی جنت سے نکل کر آئی ہو وہ قیامت سے قبل دوبارہ جنت میں لوٹ جائے گی۔

اسے امام عینی اورنووی نے بیان کیا ہے۔

۲۴/۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷠ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: جبریل امین ؑ اس پتھر کو جنت سے لائے ہیں اور اُسے اس جگہ رکھا جہاں اُسے اب آپ دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ جس قدر ہو سکے اس سے فائدہ اٹھا لو۔ بے شک جب تک یہ پتھر تم میں موجود ہے، سو تم اس سے خیر و برکت حاصل کرتے رہو جس قدر بھی ممکن ہو سکے۔ عنقریب یہ جہاں (جنت) سے آیا تھا وہیں لوٹ جائے گا۔

اسے امام ازرقی اور ہیثمی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے کہا ہے: اس پوری روایت کو امام طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے تمام رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔

۲۵/۱۸۔ حضرت ابنِ عباس ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پتھر کو ضرور اس طرح لائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے بولے گا۔ جس نے بھی اسے حق جان کر اس سے استلام کیا ہو گا (یعنی اسے چوما ہوگا، یا اسکی طرف ہاتھ اٹھا کر ان کو چوما ہوگا۔) یہ (یعنی حجرِ اسود) اس کی گواہی دے گا۔ (تا کہ اسکی بخشش و شفاعت ہو سکے۔)

الرقم/۲۱۱، والبیهقي في السنن الكبرىٰ، كتاب الحج، باب ما ورد في الحجر الأسود والمقام، ۵/۷۵، الرقم/۹۰۱۴۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاللَّفْظُ لِلتِّرْمِذِيِّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

١٩/٢٦. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِهٰذَا الْحَجَرِ لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ. يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقٍّ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْمَقْدِسِيُّ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ.

٢٠/٢٧. وَفِيْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَشْهِدُوا هٰذَا الْحَجَرَ خَيْرًا، فَإِنَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، لَهُ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ، يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

٢١/٢٨. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما،

٢٦: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٢٦٦، الرقم/٢٣٩٨، وابن حبان في الصحيح، ٩/٢٥، الرقم/٣٧١٢، وابن خزيمة في الصحيح، ٤/٢٢١، الرقم/٢٧٣٦، والحاكم في المستدرك، ١/٦٢٧، الرقم/١٦٨٠، وأبويعلى في المسند، ٥/١٠٧، الرقم/٢٧١٩، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ١٠/٢٠٤، الرقم/٢٠٩ـ٢١٠، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣/٤٥٠، الرقم/٤٠٣٥ـ

٢٧: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٣/٢٢٠، الرقم/٢٩٧١ـ

٢٨: أخرجه أبوداود في السنن، كتاب اللقطة، باب الملتزم، ٢/١٨١، ←

اِس حدیث کو احمد بن حنبل، امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظِ حدیث ترمذی کے ہیں۔امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

۱۹/۲۶۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس حجرِ اسود کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں جن سے یہ قیامت کے دن ان لوگوں کے بارے میں گواہی دے گا جنہوں نے اسے حق سمجھ کر اس کا استلام کیا ہو گا (یعنی اسے چوما ہوگا، یا اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر ان کو چوما ہوگا)۔

اِس حدیث کو امام احمد، ابن حبان، حاکم، ابو یعلی اور مقدسی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا ہے: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۲۰/۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پتھر (یعنی حجر اسود) کو خیر پر گواہ بنایا کرو کیونکہ یہ قیامت کے روز شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول بھی ہوگی۔ اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں۔ یہ ہر اس شخص کے لیے گواہی دے گا جس نے اس کا استلام کیا ہوگا۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۲۱/۲۸۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے طریق سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم طواف کے ساتویں چکر سے

....

الرقم/۱۸۹۹، وابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب الملتزم، ۲/۹۸۷، الرقم/۲۹۶۲، وعبد الرزاق في المصنف، ۵/۷٤، الرقم/۹۰٤۳، والبيهقي في السنن الكبرى، ۵/۹۳، الرقم/۹۱۱٦۔

فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ، رَكَعْنَا فِي دُبُرِ الْكَعْبَةِ، فَقُلْتُ: أَلَا نَتَعَوَّذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: ثُمَّ مَضَى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ فَأَلْصَقَ صَدْرَهُ وَيَدَيْهِ وَخَدَّهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَه وَاللَّفْظُ لَهُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِيُّ.

٢٢/٢٩. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمَنِ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَعَزَاهُ الْهِنْدِيُّ وَالْمُنْذِرِيُّ.

٢٣/٣٠. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: الرُّكْنُ يَعْنِي الْحَجَرَ يَمِيْنُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، يُصَافِحُ بِهَا خَلْقَهُ مُصَافَحَةَ الرَّجُلِ أَخَاهُ.

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْفَاكِهِيُّ.

٢٩: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل الطواف، ٩٨٥/٢، الرقم/٢٩٥٧، وذكره الهندي في كنز العمال، ٩٩/١٢، الرقم /٣٤٧٤٩، والمنذري في الترغيب و الترهيب، ١٢٣/٢، الرقم/١٧٦٠۔

٣٠: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ٣٩/٥، الرقم/٨٩١٩، والفاكهي في أخبار مكة، ٨٩/١، الرقم/٢٠، وقال: إسناده حسن، وذكره العجلوني في كشف الخفاء، ٤١٧/١۔

فارغ ہوئے تو ہم نے کعبہ کے پیچھے نماز پڑھی، تب میں نے کہا: کیا ہم اللہ تعالیٰ سے دوزخ کی پناہ نہ مانگیں؟ انہوں نے کہا: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ (میں اللہ تعالیٰ سے دوزخ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ پھر انہوں نے جا کر رکن (یعنی حجرِ اسود) کو استلام کیا، پھرحجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان (مقامِ ملتزم) پر کھڑے ہوئے، اس سے اپنا سینہ، اپنے ہاتھ اور رُخسار مَس کیے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو امام ابو داود، ابن ماجہ، عبد الرزاق اور بیہقی نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

۲۲/۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حجر اسود کو مس کیا تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کے دست اقدس کو مس کیا۔

اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے جبکہ امام ہندی اور منذری نے ان کی تائید کی ہے۔

۲۳/۳۰۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رکن یعنی حجرِ اسود، اللہ تبارک وتعالیٰ کا اس زمین پر دایاں ہاتھ ہے، وہ اس کے ذریعے اپنی مخلوق سے (اپنی شان کے لائق) مصافحہ فرماتا ہے جیسے آدمی اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام عبد الرزاق اور فاکہی نے روایت کیا ہے۔

٢٤/٣١. وَعَنْهُ ﷺ أَيْضًا، قَالَ: الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ يَدُ اللهِ فِي أَرْضِهٖ فَمَنْ مَسَّهٗ فَإِنَّمَا يُبَايِعُ اللهَ.

ذَكَرهُ الْهِنْدِيُّ وَالْأَنْصَارِيُّ.

٢٥/٣٢. عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: إِنَّ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ يَمِينُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، فَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ بَيْعَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَسَحَ الْحَجَرَ، فَقَدْ بَايَعَ اللهَ وَرَسُولَهٗ ﷺ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالْفَاكِهِيُّ.

٢٦/٣٣. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: إِنَّ الرُّكْنَ يَمِينُ اللهِ سبحانه وتعالى فِي الْأَرْضِ يُصَافِحُ بِهَا خَلْقَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِيَدِهٖ، مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا عِنْدَهٗ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٣١: الهندي في كنز العمال، ٤٨/١٤، الرقم /٣٨٠٧٢، وزكريا الأنصاري في حاشية الجمل، ٤٤٩/٢۔

٣٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٣٢٥، والفاكهي في أخبار مكة، ١ /٨٨، الرقم /١٧، وذكره العجلوني في كشف الخفاء، ٤١٧/١، الرقم /١١٠٩۔

٣٣: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٣٢٦۔

۳۱/۲۴۔ اور انہی سے روایت ہے حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جس شخص نے اسے مس کیا، بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔

امام ہندی اور زکریا انصاری نے اسے ذکر کیا ہے۔

۳۲/۲۵۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا دایاں دست اقدس ہے، جس شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے براہِ راست بیعت کی سعادت حاصل نہ کی تھی، جب اس نے حجر اسود کو مس کیا، تو گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بیعت کر لی۔

اسے امام ازرقی اور فاکہی نے روایت کیا ہے۔

۳۳/۲٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رکن اسود زمین پر اللہ تبارک و تعالی کا دایاں دست مبارک ہے جس سے وہ اپنے بندوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابن عباس کی جان ہے! کوئی مسلمان اس (حجرِ اسود) کے پاس (کھڑا ہو کر) اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرتا ہے وہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

اسے ازرقی نے روایت کیا ہے۔

(٤) فَضْلُ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

٢٧/٣٤. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵄ قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ مُذْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا، فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْ عَوَانَةَ.

٢٨/٣٥. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ﵁ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ. طَمَسَ اللهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ حِبَّانَ.

٣٤: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانين في الطواف دون الركنين الآخرين، ٩٢٤/٢، الرقم/١٢٦٨، وأبو عوانة في المسند، ٣٥٩/٢، الرقم/٣٤٢٦۔

٣٥: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢١٣/٢-٢١٤، الرقم/٧٠٠٠-٧٠٠٨، والترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام، ٢٢٦/٣، الرقم/٨٧٨، وابن حبان في الصحيح، ٢٤/٩، الرقم/٣٧١٠، والحاكم في المستدرك، ٦٢٦/١، الرقم/١٦٧٧، وروي عن أنس بن مالك ﵁ بنحوه في المستدرك، ٦٢٧/١، الرقم/١٦٧٨، وعبد الرزاق في المصنف، ٣٩/٥، الرقم/٨٩٢١۔

﴿رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت﴾

۳۴/ ۲۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کی تعظیم و اِستلام کرتے دیکھا ہے، تب سے میں نے ان دو رکنوں کی تعظیم اور اِستلام کو کبھی نہیں چھوڑا، نہ ہی تکلیف میں اور نہ ہی راحت میں۔

اِس حدیث کو امام مسلم اور ابو عوانہ نے روایت کیا ہے۔

۳۵/ ۲۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی بجھا دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی نہ بجھاتا، تو یہ مشرق سے مغرب تک ساری فضا کو روشن کر دیتے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، ترمذی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

٢٩/٣٦. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَسْحَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطًّا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

٣٠/٣٧. وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ مُلْتَزَمٌ، مَا يَدْعُوْ بِهٖ صَاحِبُ عَاهَةٍ إِلَّا بَرَأَ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

٣١/٣٨. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اَلْمُلْتَزَمُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَسُمِّيَ بِذٰلِكَ لِأَنَّ النَّاسَ يَلْتَزِمُوْنَهُ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْفَاكِهِيُّ.

٣٢/٣٩. وَفِيْ رِوَايَةِ مُجَاهِدٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ بَيْنَ الرَّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يُفَارِقُوْنَهُ، هُمْ هُنَالِكَ مَنْذُ خَلَقَ اللهُ سُبْحَانَهُ الْبَيْتَ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٣٦: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٨٩، الرقم/٥٦٢١، وذكره الشوكاني في نيل الأوطار، ٥/١١٥۔

٣٧: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١١/٣٢١، الرقم/١١٨٧٣

٣٨: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٣/٢٣٦، الرقم/١٣٧٧٨، والفاكهي في أخبار مكة، ١/١٦٨، الرقم/٢٤٠۔

٣٩: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٣٣٩۔

۳۶/۲۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما **سے روایت ہے** کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کو چھونا یقیناً گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

۳۷/۳۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما **سے روایت ہے** کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان کی جگہ ملتزم ہے، جو بھی مصیبت زدہ شخص یہاں دعا مانگے، اسے یقیناً مصیبت سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

اِس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۳۸/۳۱۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما **سے روایت ہے**، انہوں نے فرمایا: مقامِ ملتزم، حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان کی جگہ کا نام ہے، اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ لوگ اس کو تھامتے ہیں۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور فاکہی نے روایت کیا ہے۔

۳۹/۳۲۔ حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رکن یمانی اور رکن اُسود کے درمیان ۷۰ ہزار فرشتے ہر وقت موجود رہتے ہیں اور جب سے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو پیدا کیا ہے۔ تب سے وہیں پر ہیں۔

اِسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

٤٠ /٣٣. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﵄ أَنَّهُ كَانَ يَلْزَمُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَكَانَ يَقُوْلُ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ يُدْعَى الْمُلْتَزَمُ، لَا يَلْزَمُ مَا بَيْنَهُمَا أَحَدٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

٤١ /٣٤. وَفِي رِسَالَةِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: وَأَنَّ عِنْدَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَالرُّكْنَ الْأَسْوَدَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُوْ عِنْدَ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ، وَكَذٰلِکَ عِنْدَ الْمِيْزَابِ.

٤٢ /٣٥. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄، أَنَّ جِبْرِيْلَ ﵇ وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ حَمْرَاءُ، قَدْ عَلَاهَا الْغُبَارُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا هَذَا الْغُبَارُ أَرَى عَلَى عِصَابَتِکَ، أَيُّهَا الرُّوحُ الْأَمِينُ؟ قَالَ: إِنِّي زُرْتُ الْبَيْتَ فَازْدَحَمَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى الرُّكْنِ، فَهَذَا الْغُبَارُ الَّذِي تَرَى مِمَّا تُثِيرُ بِأَجْنِحَتِهَا.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٤٣ /٣٦. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وُكِلَ بِهِ سَبْعُوْنَ مَلَكًا فَمَنْ

٤٠: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٥/١٦٤، الرقم/٩٥٤٧، وأيضاً في معرفة السنن والآثار، ٤/١٥٠۔

٤١: عزاه الكناني في هداية السالك، ١/٥٥۔

٤٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٣٥۔

٤٣: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل الطواف، ←

۴۰/۳۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان کے حصہ کو ہر صورت پکڑتے تھے اور کہا کرتے تھے: رکن اور باب کی درمیانی جگہ ہی ملتزم ہے۔ جو شخص بھی اس کو تھام کر اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے۔

اِس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۴۱/۳۴۔ حضرت حسن البصری کے رسالہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ رکن یمانی کے پاس جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور رکن اسود جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور جو شخص بھی رکن اسود کے پاس کھڑا ہو کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، اور میزاب رحمت کے پاس بھی دعا کی قبولیت اسی طرح ہوتی ہے۔

۴۲/۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے تھے اور ان کے سر پر سرخ رنگ کی پگڑی تھی جو گرد آلود تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: اے روح الامین! یہ کس قسم کا غبار ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی تو رکن پر بہت زیادہ فرشتے جمع ہو گئے۔ یہ وہی غبار ہے جسے فرشتوں کے پر اڑاتے ہیں۔

اِسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

۴۳/۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رکن یمانی پر ستّر

۲/ ۹۸۵، الرقم /۲۹۵۷، والفاکهي في أخبار مكة، ۱/ ۱۳۸، وابن عدي في الكامل في ضعفاء الرجال، ۲/ ۲۷٤، الرقم /٤۳۸۔

قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوا: آمِينَ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

٣٧/٤٤. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، **قَالَ: عَلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مَلَكٌ يَقُولُ: آمِينَ، فَإِذَا مَرَرْتُمْ بِهٖ فَقُولُوْا: ﴿اللّٰهُمَّ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾** [البقرة، ٢/٢٠١].

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

قَالَ الْكِنَانِيُّ: وَلَا تَضَادَّ بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ عَلَى تَقْدِيْرِ الصِّحَّةِ، إِذْ يَحْتَمِلُ أَنَّ السَّبْعِيْنَ مُوَكَّلُوْنَ بِهٖ، لَمْ يُكَلَّفُوْا قَوْلَ آمِيْنَ، وَإِنَّمَا يُؤَمِّنُوْنَ عِنْدَ سَمَاعِ الدُّعَاءِ، وَالْمَلَكَانِ كُلِّفَا أَنْ يَقُوْلَا: أَمِيْنَ، وَمَلَكٌ فِي الرِّوَايَةِ الْأَخِيْرَةِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْجِنْسِ.(١)

٣٨/٤٥. وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، رَأَيْنَاكَ تُكْثِرُ اسْتِلَامَ الرُّكْنِ

٤٤: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦ /٨٢، الرقم /٢٩٦٣٥، والأزرقي في أخبار مكة، ١/٣٣٨، والفاكهي في أخبار مكة، ١/١٤٠، والخطيب البغدادى في تاريخ بغداد، ١٢/٢٢٦۔

(١) الكناني، هداية السالك، ١/٦٢۔

٤٥: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٣٣٨، وذكره المنذري في ــــ

فرشتوں کو متعین کیا گیا ہے جو شخص یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں بخشش اور عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز دے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۴۴/۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رکن یمانی کے پاس ایک فرشتہ ہے جو (دعا مانگنے والوں کی دعا پر) آمین کہتا ہے، جب تم رکن یمانی کے پاس سے گزرو تو کہو: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز دے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

امام کنانی نے کہا ہے: مذکورہ احادیث کی صحت میں کوئی تضاد نہیں کہ رکن یمان پر جو ۷۰ فرشتے متعین ہیں وہ ہر وقت آمین کہنے پر مامور نہیں، اور فقط دعا کی سماعت کے وقت آمین کہتے ہیں۔ دو فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ آمین کہتے رہیں آخری روایت میں جس ایک فرشتے کا ذکر ہے وہ انہی میں سے ہے۔

۴۵/۳۸۔ حضرت عطا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ، آپ رکن یمانی کو بار بار کثرت سے استلام فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الترغيب الترهيب، ٢/١٢٢، الرقم /١٧٥٦۔

الْيَمَانِيِّ. قَال: فَقَال -إِنْ كَانَ قَالَهُ:- مَا أَتَيْتُ عَلَيْهِ قَطُّ إِلَّا وَجِبْرِيلُ عليه السلام قَائِمٌ عِنْدَهُ يَسْتَغْفِرُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ.

أَخْرَجَهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٣٩/٤٦. وَفِيْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ خَيْرَ الْبِقَاعِ وَأَقْرَبُهَا إِلَى اللهِ عزوجل مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ.

(٥) فَضْلُ الْمُلْتَزَمِ وَالدُّعَاءِ فِيْهِ

٤٠/٤٧. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَفْوَانَ، قَال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْحَجَرِ، وَالْبَابِ وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْبَيْتِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

٤١/٤٨. وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: طَافَ آدَمُ عليه السلام سَبْعًا بِالْبَيْتِ حِينَ نَزَلَ، ثُمَّ صَلَّى تُجَاهَ بَابِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَتَى الْمُلْتَزَمَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ، إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِي، وَعَلَانِيَتِي، فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي، وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي، وَمَا عِنْدِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي، وَتَعْلَمُ حَاجَتِي، فَأَعْطِنِي سُؤْلِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي، وَيَقِينًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَنْ

٤٦: رسالة الحسن في فضل مكة والسكنى فيها أوردها الفاكهي بتمامها في أخبار مكة، ١/٤٦٨، الرقم/١٠٣٢۔

٤٧: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٣٠، الرقم/١٥٥٨٩۔

٤٨: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٤٤۔

میں جب بھی اس کے پاس آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو اس کے پاس کھڑا پایا، وہ ہر اس شخص کے لیے مغفرت طلب کر رہے تھے جو بھی اس کا استلام کر رہا تھا۔

اسے امام ارزقی نے روایت کیا ہے۔

۳۹/۴۶۔ امام حسن البصریؒ کے رسالہ میں یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین کا بہترین ٹکڑا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب ترین جگہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہے۔

﴿مقامِ ملتزم اور اس میں دعا کرنے کی فضیلت﴾

۴۰/۴۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان (مقام ملتزم پر) بیت اللہ (کی دیوار) پر رخ انور رکھے ہوئے پایا۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

۴۱/۴۸۔ حضرت سلیمان بن بُریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو انہوں نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کیا، پھر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز ادا کی، پھر مقام ملتزم کی طرف آئے اور یہ دعا کی: 'اے اللہ! بے شک تو میری پوشیدہ اور ظاہری خطاؤں سے باخبر ہے لہٰذا میری معافی قبول فرما لے، تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے لہٰذا میرے گناہوں کو بخش دے، تو میری حاجت سے واقف ہے لہٰذا مجھے عطا فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچ بس چکا ہو اور یقین صادق کا سوال کرتا ہوں۔ جس سے میں جان جاؤں کہ

يُصِيْبَنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي، وَالرِّضَا بِمَا قَضَيْتَ عَلَيَّ، قَالَ: فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ: يَا آدَمُ، قَدْ دَعَوْتَنِي بِدَعَوَاتٍ فَاسْتَجَبْتُ لَكَ، وَلَنْ يَدْعُوَنِي بِهَا أَحَدٌ مِنْ وَلَدِكِ إِلَّا كَشَفْتُ غُمُومَهُ، وَهُمُومَهُ، وَكَفَفْتُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَنَزَعْتُ الْفَقْرَ مِنْ قَلْبِهِ، وَجَعَلْتُ الْغِنَاءَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَتَجَرْتُ لَهُ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَةِ كُلِّ تَاجِرٍ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَإِنْ كَانَ لَا يُرِيدُهَا، قَالَ: فَمُذْ طَافَ آدَمُ ﷺ كَانَتْ سُنَّةُ الطَّوَافِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

قَالَ الْكِنَانِيُّ: وَلَعَلَّهُ يُرِيْدُ سُنَّةَ الطَّوَافِ فِي الْعَدَدِ وَإِلَّا فَقَدْ وَرَدَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ طَافَتْ بِهِ قَبْلَ آدَمَ ﷺ. فَلَعَلَّهُ كَانَ بِغَيْرِ عَدَدٍ، أَوْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ الْعَدَدِ أَوْ أَرَادَ سُنَّةً لِبَنِيْهِ مِنْ بَعْدِهِ.(١)

٤٩/ ٤٢. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي سِيْرَتِهِ: وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَّى بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ الْأَسْوَدِ وَالْيَمَانِيِّ.

٤٣/٥٠. وَفِي تَارِيْخِ دِمَشْقَ: أَنَّ آدَمَ ﷺ رَكَعَ إِلَى جَانِبِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ رَكْعَتَيْنِ.

---

(١) عزاه الكناني في هداية السالك، ١/ ٧١۔

٤٩: أخرجه ابن إسحاق في السيرة، ٤ /١٨٨۔

٥٠: أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق، ٧ /٤٣٢، والمقدسي في ←

مجھے وہی کچھ ملے گا جو میرے مقدر میں ہے اور جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہے اُس پر راضی رہنے کی دُعا کرتا ہوں اور تیری رضا کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے آدم! تو نے مجھ سے دعائیں کیں میں نے قبول کیں، اب تیری اولاد میں سے جو بھی یہ دُعا کرے گا میں اس کے غم اور اس کی تنگی کو دور کروں گا اور اس کے دل سے فقر کو نکال دوں گا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان غنا لکھ دوں گا (یعنی اُسے دنیا سے بے نیاز کر دوں گا)۔ میں اس کی ہر تجارت کے پیچھے ہوں گا اور دنیا اس کے پاس ذلت و انکسار کے ساتھ آئے گی اگرچہ وہ دنیا کا چاہنے والا نہ بھی ہو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب سے حضرت آدم علیہ السلام نے طواف کیا ہے تب سے یہ سنت بن گیا ہے۔

اسے ازرقی نے بیان کیا ہے۔

امام کنانی نے کہا ہے: شاید اس سے مراد عددی اعتبار سے طواف کی سنت ہو ورنہ یہ بیان ہوا ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا تھا، شاید وہ طواف عدد کے بغیر تھا یا اس مقررہ عدد سے مختلف تھا یا اس سے مراد ان کی اولاد کے لیے ان کے بعد سنّت قرار دینا ہوسکتا ہے۔

۴۹/۴۲۔ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں لکھا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز ادا کرتے تو دونوں رکن، رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان نماز ادا فرماتے تھے۔

۵۰/۴۳۔ تاریخ دمشق میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے رکن یمانی کی جانب دو رکعت نماز ادا کی تھی۔

.... الترغيب في الدعاء/٤ ١١، الرقم/٦٨۔

٤٤/٥١. **وَقَالَ الشَّيْخُ عِزُّالدِيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ:** إِنَّ الْحُفْرَةَ الْمُلاصِقَةَ لِلْكَعْبَةِ بَيْنَ الْبَابِ وَالْحَجَرِ هِيَ الْمَكَانُ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ جِبْرِيْلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمَيْنِ، حِيْنَ فَرَضَهَا اللهُ عَلٰى أُمَّتِهٖ.

(٦) فَضْلُ الْحَطِيْمِ (الْحِجْرِ) وَالصَّلَاةِ وَالدُّعَاءِ فِيْهِ

٤٥/٥٢. **عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ:** كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيْهِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: صَلِّي فِي الْحِجْرِ إِذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قَطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ. فَإِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوا حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٤٦/٥٣. **عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ ابْنَةِ أَبِي عَوْفٍ** أَنَّ عَائِشَةَ ﷺ، سَأَلَتْ أَنْ يُفْتَحَ لَهَا بَابُ الْكَعْبَةِ لَيْلًا فَأَبَى عَلَيْهَا شَيْبَةُ ابْنُ عُثْمَانَ فَقَالَتْ لِأُخْتِهَا أُمِّ كُلْثُوْمٍ ابْنَةِ أَبِي

٥١: أخرجه الحلبي في السيرة، ١ /٢٣٣۔

٥٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٦/٩٢، الرقم /٢٤٦٦٠، وأبوداود في السنن، كتاب المناسك، باب في الحجر، ٢/٢١٤، الرقم /٢٠٢٨، والترمذي فى السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في الصلاة في الحجر، ٣/٢٢٥، الرقم /٨٧٦، وأبو يعلى في المسند، ٨/٨٣، رقم/٤٦١٥۔

٥٣: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ٥ /١٣٠، الرقم /٩١٥٤، ٩١٥٦، ←

۴۴/۵۱۔ شیخ عزیزالدین بن عبدالسلام نے کہا ہے: باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان کعبۃ اللہ سے متصل جگہ وہ مقام ہے جہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو دنوں تک پانچوں وقت کی نمازیں ادا کیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو آپ ﷺ کی امت پر فرض فرمایا تھا۔

﴿حطیم کعبہ اور اس میں ادائیگیِ نماز اور دعا کرنے کی فضیلت﴾

۴۵/۵۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں چاہتی تھی کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل کیا اور فرمایا: حطیم میں نماز پڑھو۔ اگر تم بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے کعبہ بناتے وقت اسے مختصر کر کے حطیم کو چھوڑ دیا اور اسے کعبہ سے باہر کر دیا۔

اسے امام احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۶/۵۳۔ حضرت اُم کلثوم بنت ابی عوف نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ ان کے لیے رات کے اوقات میں کعبہ کا دروازہ کھول دیا جائے تو شیبہ بن عثمان نے کہا: ہم رات کے اوقات میں کعبۃ اللہ کو نہیں کھولتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن ام کلثوم

....

والأزرقي في أخبار مكة، ۱/ ۳۱۳۔

بَكْرٍ: انْطَلِقِى بِنَا حَتّٰى نَدْخُلَ الْكَعْبَةَ فَدَخَلَتِ الْحِجْرَ.

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْأَزْرَقِيُّ.

٥٤/٤٧. وَفِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ...... الحديث.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَالَ الْكِنَانِيُّ: وَلَا يَبْعُدُ أَنْ تَكُوْنَ صَلَاتُهُ ﷺ تَحْتَ الْمِيْزَابِ، فَقَدْ رَوَى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ قِبْلَةَ النَّبِيِّ ﷺ تَحْتَ الْمِيْزَابِ.(١)

رَوَاهُ الْكِنَانِيُّ.

٥٥/٤٨. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: صَلُّوا فِي مُصَلَّى الْأَخْيَارِ، وَاشْرَبُوا مِنْ شَرَابِ الْأَبْرَارِ، وَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاس رضي الله عنهما: مَا مُصَلَّى الْأَخْيَارِ؟ قَال: تَحْتَ الْمِيزَابِ، قِيلَ: وَمَا شَرَابُ الْأَبْرَارِ؟ قَال: مَاء زَمْزَمَ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالْفَاكِهِيُّ.

٥٤: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب ما لقي النبي و أصحابه من المشركين، ٣/١٣٩٨، الرقم /٣٦٤٣۔

(١) رواه الكنانى في هداية السالك ،١/٧٨۔

٥٥: أخرجه الأزرقي في أخيار مكة، ١ /٣١٨، والفاكهي في أخبار مكة، ٢ /٢٩٢، والحسن البصرى في فضائل مكة، ٢٨۔

بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہا: آؤ چلتے ہیں اور کعبہ کے اندر داخل ہوتے ہیں، پھر وہ حطیم میں (عبادت کے لئے) داخل ہوئیں (گویا حطیم میں داخل ہونا، کعبۃ اللہ میں داخل ہونا ہی ہے)۔

اسے امام عبد الرزاق اور ازرقی نے روایت کیا ہے۔

۵۴/۴۷۔ **صحیح بخاری شریف میں ہے:** ایک بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا ......آگے طویل حدیث ہے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

کنانی نے کہا ہے: اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میزاب رحمت کے نیچے ادا فرما رہے تھے۔ سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ میزاب کے نیچے تھا۔

اسے امام کنانی نے بیان کیا ہے۔

۵۵/۴۸۔ **حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے** کہ انہوں نے فرمایا: اخیار کے مقام پر نماز پڑھا کرو اور نیکو کاروں کے مشروب سے پیا کرو۔ پوچھا گیا: اخیار کا مقامِ نماز کیا ہے؟ فرمایا: میزاب کے نیچے اور پوچھا گیا! ابرار کا مشروب کیا ہے؟ فرمایا: زمزم۔

اس کو ازرقی اور فاکہی نے بیان کیا ہے۔

٤٩/٥٦. **وَفِي التَّبْصِرَةِ لِابْنِ الْجَوْزِيِّ:** أَنَّ إِسْمَاعِيْلَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَدْ شَكَا إِلٰى رَبِّهٖ حَرَّ مَكَّةَ. فَأَوْحَى اللهُ تَعَالٰى إِلَيْهِ: أَنِّي أَفْتَحُ لَکَ بَابًا مِنَ الْجَنَّةِ فِي الْحِجْرِ، يَجْرِي عَلَيْکَ مِنْهُ الرَّوْحُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَفِي الْحِجْرِ قَبْرُهُ.

٥٠/٥٧. **قَالَ الْفَاكِهِيُّ** أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ﷺ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ: أَلَا تَسْأَلُونِي مِنْ أَيْنَ جِئْتُ؟ مَا زِلْتُ قَائِمًا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ يَعْنِي تَحْتَ الْمِيزَابِ.

٥١/٥٨. **وَقَالَ الشَّيْخُ مُحِبُّ الدِّيْنِ الطَّبَرِيُّ:** إِنَّهُ يُرْوٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُوْ تَحْتَ الْمِيْزَابِ إِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ عَطَاءٍ.

وَرُوِيَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ أَنَّ مَنْ صَلَّى تَحْتَ الْمِيْزَابِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِشَيءٍ مِائَةَ مَرَّةٍ وَهُوَ سَاجِدٌ اسْتُجِيْبَ لَهُ.

٥٢/٥٩. **وعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِى رَبَاحٍ قَالَ:** مَنْ قَامَ تَحْتَ مُثْعَبِ الْكَعْبَةِ فَدَعَا اسْتُجِيْبَ لَهُ وَخَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

٥٦: أخرجه ابن الجوزي في التبصرة، ١/١٢٥۔

٥٧: أخرجه الفاكهي في أخبار مكة، ٢/ ٢٩٢۔

٥٨: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٣١٨، ومحب الدين الطبري في القرى لقاصد القرى، ٣١٩۔

٥٩: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٣١٨۔

۵۶/۴۹۔ ابن الجوزی نے 'التبصرۃ' میں بیان کیا ہے کہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکہ کی شدید گرمی کے حوالے سے فریاد کی ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی نازل فرمائی: میں تمہارے لیے حطیم کی جانب جنت کا دروازہ کھول دوں گا، جس میں سے قیامت تک ٹھنڈی ہوا آتی رہے گی۔ سو ان کی قبر انور حطیم کعبہ میں ہے۔

۵۷/۵۰۔ فاکہی نے کہا ہے: ایک دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ نے اپنے احباب سے کہا: کیا تم لوگ مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کہاں سے آیا ہوں؟ انہوں نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں (کچھ دیر پہلے) جنت کے دروازے پر کھڑا تھا یعنی میزابِ رحمت کے نیچے کھڑا تھا۔

۵۸/۵۱۔ شیخ محبّ الدین الطبری نے کہا ہے: روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میزابِ رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر دعا مانگتا ہے تو اُس کی دُعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔

اسے امام ازرقی نے عطاء سے روایت کیا ہے۔

بعض ائمہ سلف سے مروی ہے کہ جس نے میزاب کے نیچے دو رکعتیں پڑھیں، پھر حالت سجدہ میں ۱۰۰ مرتبہ کسی چیز کا سوال کیا تو اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔

۵۹/۵۲۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جو شخص بھی کعبۃ اللہ کے پرنالہ (میزابِ رحمت) کے نیچے کھڑا ہو کر دعا کرتا ہے، وہ ضرور قبول کی جاتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح پہلے دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٦٠/٥٣. وَيُرْوٰى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَلْتَزِمُوْنَ مَا تَحْتَ الْمِيْزَابِ مِنَ الْكَعْبَةِ.

٦١/٥٤. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ: اَلنَّظَرُ إِلَى الْمُصْحَفِ وَالنَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَالنَّظَرُ إِلَى الْوَالِدَيْنِ، وَالنَّظَرُ فِي زَمْزَم، وَهِيَ تَحُطُّ الْخَطَايَا، وَالنَّظَرُ فِي وَجْهِ الْعَالِمِ.

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ وَعَزَاهُ السُّيُوْطِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ وَالْهِنْدِيُّ.

٦٢/٥٥. وعَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهٗ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

٦٠: رواه الكناني في هداية السالك، ١/٩٧۔

٦١: أخرجه الديلمي في المسند، ٢ /١٩٥، الرقم /٢٩٦٩، وذكره السيوطي في الدر المنثور، ٤/١٥٥، والهندي في كنز العمال، ١٥/٣٧١، الرقم/٤٣٤٩٤۔

٦٢: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الحج، باب: ١١٥، ٣/٢٩٥، الرقم /٩٦٣، وأبو يعلى في المسند، ٨/١٣٩، الرقم/٤٦٨٣۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

۶۰/۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت زین العابدین کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ میزاب کے نیچے کعبۃ اللہ سے چمٹ جایا کرتے تھے۔

۶۱/۵۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ اعمال عبادت ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو دیکھنا

۲۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنا

۳۔ والدین کو دیکھنا

۴۔ زمزم کو دیکھنا یہ گناہ مٹا دیتا ہے

۵۔ کسی عالم باعمل کے چہرے کو دیکھنا۔

اسے امام دیلمی نے روایت کیا ہے، سیوطی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور ہندی نے اُن کی تائید کی ہے۔

۶۲/۵۵۔ ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ آبِ زم زم اٹھا کر لے جاتیں اور فرماتیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ بھی اسے اٹھا کر لے جاتے تھے۔

اسے امام ترمذی اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

(٧) فَضْلُ طَوَافِ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ

٦٣/٥٦. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِي كُلِّ وَجْهٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ.

قَالَ زُهَيْرٌ: يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

٦٤/٥٧. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

٦٥/٥٨. قَالَ الْفَاكِهِيُّ: وَالْمُرَادُ بِخَمْسِيْنَ مَرَّةً. وَاللهُ أَعْلَمُ خَمْسُوْنَ أُسْبُوْعًا لِأَنَّ الشَّوْطَ لَا يُتَعَبَّدُ بِهٖ. وَيَدُلُّ لِذٰلِكَ أَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ وَالْفَاكِهِيَّ

٦٣: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ٢/٩٦٣، الرقم/١٣٢٧، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٢٢٢، الرقم/١٩٣٦، وأبو داود في السنن، كتاب المناسك، باب الوداع، ٢/٢٠٨، الرقم/٢٠٠٢۔

٦٤: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الطواف، ٣/٢١٩، الرقم/٨٦٦، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢/١٢٣، الرقم/١٧٦٣۔

٦٥: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ٥/٥٠٠، رقم/٩٨٠٩، والفاكهي ←

﴿ بیت اللہ کا طواف کرنے کی فضیلت ﴾

۵۶/۶۳۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ (حج ادا کرنے کے بعد) لوگ بہرطور واپس چلے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص بھی ہرگز بیت اللہ کا آخری طواف کیے بغیر (گھر کو) نہ لوٹے۔

(حدیث کے راوی) زہیر نے **يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ** کے الفاظ کہے اور **فِي (كُلِّ وَجْهٍ)** نہیں کہا۔

اس حدیث کو امام مسلم، احمد بن حنبل اور ابو داود نے روایت کیا ہے۔

۵۷/۶۴۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے پچاس مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا، وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہونے والے دن تھا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۵۸/۶۵۔ فاکھی نے بیان کیا ہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ۵۰ سے مراد (مجموعی طور پر) ۵۰ طواف ہوں، کیونکہ ایک وقت میں اس قدر طواف مقرر نہیں کئے گئے، اس بات پر عبدالرزاق اور فاکہی

....

في أخبار مكة، ١/ ١٩٥۔

وَغَيْرَهُمَا رَوَوْهُ فَقَالُوْا: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِينَ أُسْبُوْعًا كَانَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

فَهَذِهِ الرِّوَايَةُ مُفَسِّرَةٌ لِلرِّوَايَةِ الْأُوْلٰى، وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْخَمْسِيْنَ فِي آنٍ وَاحِدٍ. وَإِنَّمَا الْمُرَادُ أَنْ تُوْجَدَ فِي صَحِيْفَةِ حَسَنَاتِهِ.(١)

٦٦/٥٩. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ، وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرٰى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ خَطِيئَةً، وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

٦٧/٦٠. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ، وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ.

---

(١) الكناني في هداية السالك، ١/٥٣-٥٤۔

٦٦: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في استلام الركنين، ٣/٢٩٢، الرقم/٩٥٩، وأبو يعلى في المسند، ١٠/٥٢-٥٣، الرقم/٥٦٨٧، والحاكم في المستدرك، ١/٦٦٤، الرقم/١٧٩٩۔

٦٧: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل الطواف، ←

وغیرہ کی روایت دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے بیت اللہ کا طواف ۵۰ بار کیا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا جیسے اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔

یہ روایت پہلی روایت کی تفسیر ہے اور اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ ایک ہی بار ۵۰ مرتبہ طواف کرے اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ اپنے صحیفہ میں (اتنی بار طواف کرنے کی) نیکیاں پالے گا۔

۵۹/۶۶۔ حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے اس گھر کے سات چکر لگائے اور ان میں کوئی کمی یا زیادتی نہ کی تو یہ ایک غلام آزاد کرنے (کے ثواب) کے برابر ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: وہ جب بھی کوئی قدم (زمین پر) رکھتا ہے اور دوسرے کو اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی ایک خطا معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی، ابو یعلی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے جبکہ امام حاکم نے اِسے صحیح کہا ہے۔

۶۰/۶۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما **بیان کرتے ہیں** کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

.... ۲/۹۸۵، الرقم/۲۹۵۶۔

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

٦١/٦٨. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ، وَلٰكِنَّ اللهَ تَعَالٰى أَحَلَّ فِيْهِ الْمَنْطِقَ، فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقُ إِلَّا بِخَيْرٍ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِيُّ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

٦٢/٦٩. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ، دَخَلَ فِي حَسَنَةٍ، وَخَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ، مَغْفُوْرًا لَهُ.

رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

٦٣/٧٠. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ، فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

٦٨: أخرجه الحاكم في المستدرك، ٢/٢٩٣، الرقم/٣٠٥٦، وابن حبان في الصحيح، ٩/١٤٣، الرقم/٣٨٣٦، والطبراني في الكبير، ١١/٣٤، الرقم/١٠٩٥٥، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٥/٨٧، الرقم/٩٠٨٦۔

٦٩: أخرجه ابن خزيمة في الصحيح، ٤/٣٣٢، الرقم/٣٠١٣، والبيهقي في السنن الكبرى، ٥/١٥٨، وذكره الهندي في كنز العمال، ١٢/٩٠۔

٧٠: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الحج، باب ما جاء في الكلام في الطواف، ٣/٢٩٣، الرقم/٩٦٠، والحاكم في المستدرك، ١/٦٣٠، ←

اسے امام ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۶۸/۶۱۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خانہ کعبہ کا طواف (مثلِ) نماز ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں گفتگو کو حلال قرار دیا ہے، لہٰذا جو کوئی اس میں کلام کرے، تو صرف بھلائی کی گفتگو کرے۔

اسے امام حاکم، ابنِ حبان اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا ہے: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

۶۹/۶۲۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوتا ہے وہ نیکی میں داخل ہوتا ہے اور گناہوں کی آلودگی سے پاک صاف ہو کر بخشا ہوا باہر نکل آتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۷۰/۶۳۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نماز کی مثل ہے، مگر فرق یہ ہے کہ تم طواف میں گفتگو کر سکتے ہو۔ لہٰذا جو کوئی اس میں کلام کرے، تو وہ نیکی کے علاوہ کوئی اور کلام نہ کرے۔

اس حدیث کو امام ترمذی، حاکم، ابن خزیمہ اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

.... الرقم/۱۶۸۷، وابن خزيمة في الصحيح، ٤/٢٢٢، الرقم/٢٧٣٩، وأبويعلى في المسند، ٤/٤٦٧، الرقم/٢٥٩٩، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، كتاب الحج، باب الطواف على الطهارة، ٥/٨٧، الرقم/٩٠٨٥۔

٦٤/٧١. قَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ. وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ، خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَالطَّبَرَانِيُّ.

٦٥/٧٢. وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ يُبَاهِي بِالطَّائِفِينَ.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ.

٦٦/٧٣. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَكَبَّرَ وَتَشَهَّدَ، وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَذَكَرَ اللهَ تَعَالٰى، وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا شَيْئًا، كَتَبَ اللهُ تَعَالٰى لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا سَبْعِينَ أَلْفَ حَسَنَةٍ، وَحَطَّ عَنْهُ

٧١: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل الطواف، ٢/٩٨٥، الرقم/٢٩٥٧، والطبراني في المعجم الأوسط، ٨/٢٠٢، الرقم/٨٤٠٠۔

٧٢: أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢١٦، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣ /٤٧٣، الرقم /٤٠٩٦، ٤٠٩٧۔

٧٣: أخرجه الفاكهى في أخبار مكة، ١/٩٦۔

۱/۶۴۔ عطاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے بغیر کلام کئے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور صرف یہ الفاظ پڑھتا رہا: **سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ،** اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔مگر جس نے حالتِ طواف میں کلام کیا اور اسی حال میں رہا تو وہ صرف اپنے پاؤں کی حد تک رحمت میں داخل ہوا جیسے کوئی پانی میں اپنے پاؤں کو ڈبوتا ہے (اور مکمل طور پر غوطہ زن نہیں ہوتا)۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۲/۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (ملائکہ کے سامنے) اپنے گھر کا طواف کرنے والوں پر فخر کرتا ہے۔

اسے امام ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۳/۶۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر مسجد حرام کی طرف چل پڑا اور استلام حجر کیا (یعنی حجر اسود کو چوما، یا اسکی طرف ہاتھ اٹھا کر ان کو چوما) اور تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی، حضور نبی اکرم ﷺ پر درودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ سے مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش طلب کی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور دنیا کے امور میں سے کسی چیز کا ذکر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ۷۰ ہزار نیکیاں لکھ

سَبْعِينَ أَلْفَ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ سَبْعِينَ أَلْفَ دَرَجَةٍ، فَإِذَا انْتَهَى إِلٰى مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ كَانَ فِي خِرَافٍ مِنْ خِرَافِ الْجَنَّةِ، وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ، أَوْ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، اَلشَّكُّ مِنْ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ فَإِذَا رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَأَحْسَنَ رُكُوعَهُ وَسُجُودَهُ، كَتَبَ اللهُ تَعَالَى لَهُ عَدْلَ سِتِّينَ رَقَبَةً كُلُّهُمْ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عليه السلام.

رَوَاهُ الْفَاكِهِيُّ.

٦٧/٧٤. وَعَنْهُ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: اَلْكَعْبَةُ مَحْفُوفَةٌ بِسَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ طَافَ بِهَا، وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ.

رَوَاهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالْفَاكِهِيُّ.

٦٨/٧٥. وَفِي رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ جَلَسَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ سَاعَةً وَاحِدَةً مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ صلى الله عليه وآله وسلم تَعْظِيْمًا لِلْبَيْتِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ، وَالْمُعْتَمِرِ، وَالْمُرَابِطِ الْقَائِمِ، وَأَوَّلُ مَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْحَرَمِ فَمَنْ رَآهُ مُصَلِّيًا غَفَرَ لَهُ، وَمَنْ رَآهُ قَائِمًا غَفَرَ لَهُ، وَمَنْ رَآهُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ غَفَرَ لَهُ.

ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ وَالْكِنَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

٧٤: أخرجه الحسن بن يسار البصري في فضائل مكة، ٣٣، والفاكهي فى أخبار مكة، ١/١٩٦۔

٧٥: الغزالي في إحياء علوم الدين، ١ /٢٤٢، والكناني في هداية السالك، ١/٥٤۔

دیتا ہے، ۷۰ ہزار خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے اور جب وہ دو رکنوں، رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان آتا ہے تو وہ اس وقت جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوتا ہے۔ اس کے خاندان کے لیے یا اس کے خاندان میں سے ۷۰ افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ یحیی بن سُلیم کو اس میں شک ہے۔ پھر جب وہ دو رکعت نماز پڑھے اور اچھے طریقے سے رکوع و سجود کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ٦٠ یا ۷۰ ایسے غلاموں کی آزادی کے برابر اجر لکھ دیتا ہے۔ جو سب کے سب اولادِ اسماعیل میں سے ہوں۔

اسے فاکہی نے روایت کیا ہے۔

۷۴/ ٦۷۔ اور انہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کعبۃ اللہ ۷۰ ہزار فرشتوں سے گھرا ہوا رہتا ہے، جو ان سب لوگوں کے لیے استغفار کرتے ہیں جو اس کا طواف کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود پاک بھیجتے ہیں۔

اسے امام حسن البصری اور فاکہی نے روایت کیا ہے۔

۷۵/ ٦۸۔ حضرت حسن البصری کے رسالہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تصور میں ثواب کی نیت سے، بیت اللہ کی تعظیم میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ایک لمحہ کے لیے بیٹھے، اسے حج، عمرہ اور جہاد کرنے والے کا اجر ملے گا اور جب اللہ تعالیٰ اہلِ حرم پر پہلی نظر ڈالتا ہے تو جسے حالتِ نماز میں دیکھتا ہے اس کی بخشش فرما دیتا ہے، جسے حالت قیام میں دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور جسے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا دیکھتا ہے اس کی بھی مغفرت فرما دیتا ہے۔

اسے امام غزالی نے اور کنانی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

٦٩/٧٦. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

رَوَاهُ الْفَاكِهِيُّ.

٧٠/٧٧. وَعَنْ عُمَرَ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا إِيَّاهُ، فَطَافَ طَوَافًا كَانَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

ذَكَرَهُ الْكِنَانِيُّ.

٧١/٧٨. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَكْرَمُ سُكَّانِ أَهْلِ السَّمَاءِ عَلَى اللهِ الَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ حَوْلَ عَرْشِهِ، وَأَكْرَمُ سُكَّانِ أَهْلِ الْأَرْضِ الَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ حَوْلَ بَيْتِهِ.

رَوَاهُ الْكِنَانِيُّ.

٧٦: أخرجه الفاكهي في أخبار مكة، ١ /٢٣٨، وذكره العقيلى في الضعفاء، ٤/٤٣، الرقم /١٥٩٠، وابن عدي في الكامل، ٦ /١٥٣۔

٧٧: عزاه الكنانى في هداية السالك إلى سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ، ١/٥٥۔

٧٨: ذكره الكناني في هداية السالك، ١/٥٥۔

۷۶/ ۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ کے سب سے پسندیدہ اعمال میں سے یہ تھا کہ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے۔

اسے فاکہی نے روایت کیا ہے۔

۷۷/ ۷۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا: جو شخص حرم کعبہ صرف اُس کی زیارت کی نیت سے گیا اور اس کا طواف کیا، وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہونے والے دن تھا۔

اسے کنانی نے ذکر کیا ہے۔

۷۸/ ۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہالیان سماء میں سب سے زیادہ معزز وہ ہیں جو عرشِ معلّٰی کا طواف کرتے ہیں اور اہالیان زمین میں سب سے زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔

اسے کنانی نے روایت کیا ہے۔

سَفَرُ الْأَنْبِيَاءِ السَّابِقِيْنَ لِحَجِّ الْبَيْتِ وَالطَّوَافِ بِهٖ

(١) حَجُّ سَيِّدِنَا آدَمَ عليه السلام

١/٧٩. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: إِنَّ آدَمَ أَتَى الْبَيْتَ أَلْفَ أَتْيَةٍ، لَمْ يَرْكَبْ فِيْهِنَّ مِنَ الْهِنْدِ، عَلٰى رِجْلَيْهِ.

رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

٢/٨٠. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ آدَمَ، عليه السلام لَمَّا أُهْبِطَ الْأَرْضَ حَزِنَ عَلَى مَا فَاتَهٗ مِمَّا كَانَ يَرٰى، وَيَسْمَعُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ عِبَادَةِ اللهِ، فَبَوَّأَ اللهُ لَهُ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، وَأَمَرَهٗ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِ، فَسَارَ إِلَيْهِ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا فَجَّرَ اللهُ لَهٗ مَاءً مَعِينًا، حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَّةَ، فَأَقَامَ بِهَا يَعْبُدُ اللهَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْبَيْتِ، وَيَطُوفُ بِهٖ فَلَمْ تَزَلْ دَارَهٗ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ بِهَا.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٧٩: أخرجه ابن خزيمه في الصحيح، ٤/٢٤٥، الرقم/٢٧٩٢، والديلمي في مسند الفردوس، ٣/٢١٢، الرقم/٤٦٠٥، وأبو الشيخ الأصبهاني في العظمة، ٥/١٥٨٧، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢/١٠٧، الرقم/١٦٩٦۔

٨٠: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة ١ /٣٩۔

﴿سابقہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا حجِ بیت اللہ اور طوافِ کعبہ کے لیے سفر﴾

﴿حضرت آدم علیہ السلام کا حجِ کعبہ کا سفر﴾

۱/۷۹۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت آدم علیہ السلام زیارتِ کعبہ کے لیے ہند سے پیدل چل کر ایک ہزار مرتبہ (مکہ) تشریف لائے اور انہوں نے ان سفروں میں سواری نہیں کی۔

اسے امام ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

۲/۸۰۔ محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو وہ اس نعمت کے چھن جانے سے غمگین ہوئے جس کا وہ جنت میں مشاہدہ کیا کرتے تھے اور اللہ تعالی کی تسبیح و تحمید سنتے تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بیت الحرام کو جائے سکونت بنایا اور حکم دیا کہ وہ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کریں۔ (دورانِ سفر) اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ہر منزل پر پانی کا چشمہ جاری فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچے پھر آپ وہیں ٹھہر گئے، آپ بیت اللہ کے پاس ہی عبادت کرتے اور اس کا طواف کرتے حتی کہ آپ نے اپنی وفات تک اس گھر کو نہیں چھوڑا۔

اِسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے۔

٣/٨١. وَرَوٰى عُثْمَانُ بْنُ سَاجٍ أَنَّ آدَمَ ﷺ حَجَّ عَلٰى رِجْلَيْهِ سَبْعِيْنَ حَجَّةً مَاشِيًا.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالسُّيُوْطِيُّ وَالْحَلَبِيُّ.

اَلتَّعْلِيْق

ائمہ ومحدثین اور سلف صالحین نے اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم ﷺ کو جنت سے زمین پر خطہ ہند میں سراندیپ کے مقام پر اتارا (جو کہ آج کل سری لنکا میں ہے)۔ زمین پر اترنے کے کچھ عرصہ بعد سیدنا آدم ﷺ کو ملاء اعلیٰ کی یاد آئی، جہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور حمد وثنا ہوتی رہتی تھی۔ وہاں ملائکہ اللہ تعالی کے حضور **لبیک اللّٰھم لبیک** کی صدائیں بلند کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالی کے ذکر سے وہاں کی فضائیں ہر گھڑی معمور ہوتی تھیں اور جنت کی ہواؤں میں ذکرِ الٰہی سن سن کر سیدنا آدم ﷺ کے کان ان سرمدی کلمات سے مانوس ہو گئے تھے۔ چونکہ سیدنا آدم ﷺ زمین پر اترنے والے پہلے فردِ بشر تھے، لہٰذا وہ ہر وقت ملاء اعلیٰ کی فضاؤں کے لیے اداس رہنے لگے۔

اللہ رب العزت نے سیدنا آدم ﷺ کی تنہائی کی وحشت دور کرنے کے لیے مبارک شہر مکہ مکرمہ میں بیت المعمور کے عین نیچے زمین پر کعبۃ اللہ بنوا کر فرش پر عرشِ بریں کا سماں باندھ دیا۔ سیدنا آدم ﷺ کئی بار ہندوستان سے پیدل مکہ مکرمہ آئے اور یہاں کعبۃ اللہ کی زیارت اور طواف کیا اور **لبیک اللّٰھم لبیک** کی صدائیں بلند کر کے اپنے دل و جان کو ذکر الٰہی سے معطر ومنور کیا۔

کتب احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا آدم ﷺ زیارتِ کعبہ ←

٨١: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٤٥، والسيوطى في الدر المنثور، ١/٣١٤، والحلبى فى السيرة الحلبية = إنسان العيون فى سيرة الأمين المأمون، ١/٢٤٦۔

۳/۸۱۔ حضرت عثمان بن ساج بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (سرزمین ہند سے) پیدل چل کر ستر مرتبہ بیت اللہ کا حج کیا۔

اسے امام ازرقی، سیوطی اور حلبی نے بیان کیا ہے۔

.... کے لیے ایک ہزار مرتبہ سرزمین ہند سے پیدل مکہ مکرمہ تشریف لائے، کیونکہ جب آپ کا دل اداس ہوتا تو زیارت کعبہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے آتے۔ سادہ سی بات ہے کہ سارا سال حج تو نہیں ہوتا ہوگا، حج کے لیے تو سال میں چند ایام ہی مخصوص ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایک ہزار اسفار میں آپ نے ستر مرتبہ بیت اللہ کا حج ادا کیا۔ اس کے علاوہ ہر بار زیارتِ کعبہ کے لیے تشریف لاتے۔ وہ عمر مبارک کے آخری حصے میں مکہ معظّمہ میں ہی مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

(٢) حَجُّ سَيِّدِنَا نُوْحٍ عليه السلام

٤/٨٢. وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: بَلَغَنِي أَنَّ نُوْحًا عليه السلام حَجَّ الْبَيْتَ وَجَاءَ وَعَظَّمَهُ قَبْلَ الْغَرْقِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَعَزَاهُ السُّيُوْطِيُّ.

(٣) حَجُّ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وسَيِّدِنَا إِسْمَاعِيْلَ وَهَاجَرَ عليهم السلام

٥/٨٣. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: حَجَّ إِبْرَاهِيْمُ وَإِسْمَاعِيْلُ عليهما السلام مَاشِيَيْنِ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْأَزْرَقِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

٦/٨٤. وَقَالَ ابْنُ هِشَامٍ: لَمْ يَبْعَثِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيًّا بَعْدَ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام إِلَّا وَقَدْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ.

(٤) حَجُّ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَسَيِّدِنَا يُوْنُسَ عليهما السلام

٧/٨٥. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ، فَقَالَ: أَيُّ

٨٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٧٢، وذكره السيوطى فى الدر المنثور، ١/٣١٦۔

٨٣: أخرجه البيهقى في السنن الكبرى، ٤/٣٣٢، الرقم/٨٤٣٠، والأزرقي في أخبار مكة، ١/٦٨، وذكره الطبرى في جامع البيان في تفسير القرآن، ١٧/١٤٦، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٦/٢١١۔

٨٤: ذكره الشربينى فى الإقناع، ١/٢٥٠، وفي المغني المحتاج، ١/٤٦٠۔

٨٥: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ←

﴿حضرت نوح علیہ السلام کا حجِ کعبہ کا سفر﴾

۴/۸۲۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بیت اللہ کا حج کیا، اور وہاں تشریف لائے اور (طوفانِ نوح میں) ڈوبنے سے پہلے اس کی تعظیم بجا لائے۔

اسے امام ازرقی نے روایت کیا ہے جبکہ امام سیوطی نے تائید کی ہے۔

﴿سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کے حجِ کعبہ کا ذکر﴾

۵/۸۳۔ اور مجاہد نے کہا ہے: حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج کیا۔

اسے امام بیہقی نے اور ازرقی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے

۶/۸۴۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جس نے اس گھر کا حج نہ کیا ہو۔

﴿سیدنا موسیٰ اور سیدنا یونس علیہما السلام کا حجِ کعبہ کا سفر﴾

۷/۸۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی ازرق سے گزر ہوا،

.... صلى الله عليه وآله وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات، ١/١٥٢، الرقم/١٦٦، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٢١٥، الرقم/١٨٥٤، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣/٤٤٧، الرقم/٤٠٢٣، وأيضاً في السنن الكبرى، ٥/٤٢، الرقم/٨٧٩٦، وابن منده في الإيمان، ٢/٧٣٦،٧٣٧، الرقم/٧٢٣۔

وَادٍ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسَى ﷺ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ، وَلَهٗ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ أَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشَى، فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ؟ قَالُوْا: ثَنِيَّةُ هَرْشَى، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى ﷺ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ، وَهُوَ يُلَبِّي. قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيْثِهٖ: قَالَ هُشَيْمٌ: يَعْنِي لِيفًا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ.

اَلتَّعْلِيْق

حضور ﷺ کا ارشاد فرمانا کہ ’’گویا میں حضرت موسیٰ ﷺ کو بلندی سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ بلند آواز سے اللھم لبیک کہہ رہے ہیں‘‘ محض خیال یا گمان نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کے عقیدہ وعمل کی طرح آپ ﷺ کے فکر و خیال کو بھی عصمت کا درجہ حاصل ہے۔ ایک مسلمان کے لیے یہ تصور ناممکن ہے کہ وہ دل میں یہ خیال لائے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا موسیٰ اور سیدنا یونس ﷺ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا معاذ اللہ وہ فقط ایک تصور اور منظر کشی ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جو شانِ عصمت عطا فرمائی اس میں آپ ﷺ کے مبارک فکر و خیال کا تصور بھی مقدس اور حقیقت پر مبنی ہے۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کا خیال بھی ہرگز خلافِ حقیقت اور خلافِ واقعہ نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کا تصور اور فکر و خیال بھی معصوم اور مقدس ہے۔ لہٰذا یہ آپ ﷺ کی شانِ عصمت کے منافی ہے کہ آپ ﷺ ایسا تصور بیان کریں جو حقیقت پر مبنی نہ ہو۔

سیدنا موسیٰ اور سیدنا یونس ﷺ بھی مدتوں پہلے اپنے زمانوں میں کعبۃ اللہ کا حج کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان انبیاء کرام ﷺ کے حج کا جو مشاہدہ فرمایا ہے یہ آپ ﷺ کا کشف تھا۔ ہزار ہا سال قبل زمانہ ماضی کا واقعہ حال کی صورت بنا ←

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلندی سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ بلند آواز سے **اللھم لبیک** کہہ رہے ہیں، پھر آپ ﷺ کا گزر ہرشیٰ کی وادی پر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یہ ہرشیٰ کی وادی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: گویا میں یونس بن متّیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک طاقتور سرخ اونٹنی پر سوار ہیں، اور آپ علیہ السلام نے اونی جبہ زیب تن کیا ہوا ہے، آپ کی اونٹی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے اور وہ اس وادی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گزر رہے ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

.... کر آپ ﷺ کی چشمانِ مقدس کے سامنے رکھ دیا گیا اور زمانے کی مسافتیں اس طرح ختم کر دی گئیں کہ جیسے کئی ہزار سال پہلے کا واقعہ آپ ﷺ اپنی نگاہوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

٨٦/٨. **عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ** رضي الله عنهما **أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ** ﷺ **أَتٰى عَلٰى وَادِي الْأَزْرَقِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: وَادِي الْأَزْرَقِ. فَقَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ مُهْبِطًا لَهُ خُوَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّكْبِيْرِ. ثُمَّ أَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ، فَقَالَ: مَا هٰذِهِ الثَّنِيَّةُ؟ قَالُوْا: ثَنِيَّةُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ خِطَامُهَا لِيْفٌ، وَهُوَ يُلَبِّي وَعَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ.**

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَأَبُوْ عَوَانَةَ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

٨٧/٩. **عَنْ أَبِي مُوْسٰى** رضي الله عنه **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ** ﷺ: **لَقَدْ مَرَّ بِالصَّخْرَةِ مِنَ الرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ مُوْسٰى نَبِيُّ اللهِ، حُفَاةً، عَلَيْهِمُ الْعَبَاءُ، يَؤُمُّوْنَ بَيْتَ اللهِ الْعَتِيْقَ.**

٨٦: أخرجه الحاكم في المستدرك، ٢/٣٧٣، ٦٣٨، الرقم/٣٣١٣، ٤١٢٣، وابن حبان في الصحيح، ١٤/١٠٣، الرقم/٦٢١٩، والطبراني في المعجم الكبير، ١٢/١٥٩، الرقم/١٢٧٥٦، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٢/٢٢٣، ٣/٩٦، وأبو عوانة في المسند، ٢/٤٢١، الرقم/٣٦٨٢۔

٨٧: أخرجه أبو يعلى في المسند، ١٣/٢٠١، الرقم/٧٢٣١، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ١/٢٦٠، والديلمي في مسند الفردوس، ٣/٤٣٣، الرقم/٥٣٢٨، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٣/٢٢٠، والهندي في كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ١٢/٩٧۔

۸۶/۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ وادیِ اَزرق کی طرف تشریف لائے اور دریافت فرمایا: یہ کونسی وادی ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) یہ وادیِ اَزرق ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: گویا میں موسیٰ بن عمران ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وادی میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے اتر رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ایک پہاڑی راستے کی طرف تشریف لائے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا پہاڑی راستہ ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یہ فلاں فلاں پہاڑی راستہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا میں حضرت یونس بن متیَّ ﷺ کو سرخ گنگریالے بالوں والی اُونٹنی پر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اُس اونٹنی کی لگام کھجور کی چھال کی ہے، آپ تلبیہ کہہ رہے ہیں اور آپ نے اُون کا جبہ زیب تن کیا ہوا ہے۔

اِس حدیث کو امام حاکم، ابن حبان، طبرانی، ابونعیم اور ابوعوانہ نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

۸۷/۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وادی روحاء کے مقام صخرہ سے ستر انبیاء کرام ﷺ، ننگے پاؤں اپنے اوپر عباء زیب تن کیے ہوئے گزرے ہیں، ان میں اللہ کے نبی حضرت موسیٰ ﷺ بھی تھے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کو جا رہے تھے۔

رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

١٠/٨٨. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسَى ابْنِ عِمْرَانَ عليه السلام فِي هٰذَا الْوَادِي مُحْرَمًا بَيْنَ قِطْوَانِيَّتَيْنِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

١١/٨٩. وَفِي رِوَايَةٍ: لَقَدْ مَرَّ بِهٖ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا بِسَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ عَلٰى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ، عَلَيْهِ عِبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

اَلتَّعْلِيْق

حضور نبی اکرم ﷺ ماضی کا مشاہدہ بھی حال کی طرح فرماتے اور ہزاروں برس پہلے کے واقعات، آنکھوں کے سامنے حاضر و موجود پاتے تھے۔

٨٨: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٤٢/١٠، الرقم/١٠٢٥٥، وأيضًا في المعجم الأوسط، ٣٠٨/٦، الرقم/٦٤٨٧، وأبو يعلى في المسند، ٢٧/٩، الرقم/٥٠٩٣، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ١١٨/٢، الرقم/١٧٤٠، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٢٢١/٣، وأيضًا، ٢٠٤/٨۔

٨٩: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٦/١٧-١٧، الرقم/١٢، من حديث كثير بن عبد الله المزني عن أبيه عن جده، فذكره.

اِس حدیث کو امام ابو یعلی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

۱۰/۸۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گویا میں (اس وقت بھی) حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اس وادی میں دو قطوانی چادروں میں حالتِ اِحرام میں دیکھ رہا ہوں۔

اِس حدیث کو امام طبرانی اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔ امام منذری اور ہیثمی نے فرمایا ہے: اس کی اِسناد حسن ہے۔

۱۱/۸۹۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسی بن عمران علیہ السلام اپنی سفید سیاہی مائل اونٹنی پر حج یا عمرہ کرنے کی غرض سے ستر ہزار بنی اسرائیل کے افراد کے ساتھ آئے، آپ نے دو قطوانی عبائیں زیب تن کی ہوئی تھیں۔

اِس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

٩٠/١٢. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوْسٰى عليه السلام كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ عِبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى بَعِيْرٍ مِنْ إِبِلِ شَنُوَّةَ مَخْطُوْمٌ بِخُطَامِ لِيْفٍ لَهُ ضِفْرَانِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْفَاكِهِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

٩١/١٣. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: حَجَّ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عليه السلام فِي خَمْسِيْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَعَلَيْهِ عِبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ وَهُوَ يُلَبِّي: لَبَّيْكَ، اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَبَّيْكَ، أَنَا أَعْبُدُكَ، أَنَا لَدَيْكَ، لَدَيْكَ يَا كَشَّافَ الْكُرَبِ قَالَ: فَجَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ بِنَحْوِهِ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

٩٠: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١١/٤٥٢، الرقم/١٢٢٨٣، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٢/١٠، وابن عدي في الكامل، ٦/٥٨، والفاكهي في أخبار مكة، ٤/٢٦٦، الرقم/٢٥٩٣، والديلمي في مسند الفردوس، ٢/٣٩٢، الرقم/٣٧٤٠، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٣/٢٢١، ٢٩٧۔

٩١: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٥/١٧٧، الرقم/ ٩٦١٩، والطبراني في المعجم الكبير، ١٧/١٦، الرقم/ ١٢، وابن أبي عاصم في كتاب الزهد، ١/٨٧، وابن عدي في الكامل، ٦/٥٦، والفاكهي في أخبار مكة، ٤/٢٦٨-٢٦٩، الرقم/ ٢٦٠١، والذهبي في ميزان ←

۱۲/۹۰۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجدِ خَیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی، جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل تھے، گویا میں (اس وقت بھی) ان کی طرف دیکھ رہا ہوں، ان پر دو قطوانی چادریں ہیں۔ اور وہ حالتِ احرام میں قبیلہ شنوہ کے اُونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہیں، جس کی نکیل (لگام) کھجور کی چھال کی ہے، اور اس کی دو رسیاں ہیں۔

اِس حدیث کو امام طبرانی، ابو نعیم اور فاکہی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا ہے: اس کے رجال ثقات ہیں۔

۱۳/۹۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے پچاس ہزار لوگوں کی معیت میں کعبۃ اللہ کا حج ادا کیا۔ آپ پر دو قطوانی عبائیں تھیں اور وہ تلبیہ کہہ رہے تھے (جس کے کلمات ہیں:) اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں تیری عبادت اور غلامی کے لیے حاضر ہوں۔ میں تیری عبادت کرتا ہوں، تیرے پاس ہوں، تیرے پاس، اے مصائب کو دور کرنے والے رب!۔ آپ بیان کرتے ہیں: پہاڑوں نے آپ کی اس لبیک کا جواب دیا یعنی انہوں نے بھی تلبیہ پڑھا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسی طرح کی حدیث امام طبرانی اور ابن ابی عاصم نے بھی روایت کی ہے۔

الاعتدال، ٥/٤٩٤، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٦١/١٦٧، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٦/٦٨۔

١٤/٩٢. عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَّ مُوْسَى النَّبِيُّ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ، فَمَرَّ بِالرَّوْحَاءِ عَلَيْهِ عَبَائَتَانِ قَطَوَانِيَّتَانِ مُتَّزِرًا بِأَحَدِهِمَا مُرْتَدِيًا بِالْأُخْرَى، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَبَيْنَا هُوَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِذْ سَمِعَ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: لَبَّيْکَ عَبْدِي أَنَا مَعَکَ، فَخَرَّ مُوْسٰى سَاجِدًا.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

(٥) حَجُّ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَسَيِّدِنَا هُوْدٍ وَسَيِّدِنَا صَالِحٍ والْأَنْبِيَاءِ الآخَرِيْنَ عليهم السلام

١٥/٩٣. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِوَادِي عُسْفَانَ حِينَ حَجَّ، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ: وَادِي عُسْفَانَ، قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُوْدٌ، وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ؟ خُطُمُهَا اللِّيفُ، أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ، وَأَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّونَ يَحُجُّونَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ.

اَلتَّعْلِيْق

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت بنی اسرائیل کے پچاس ہزار لوگوں کے ہم راہ کعبۃ اللہ کا حج ادا کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی عطا کردہ طاقت سے مشاہدہ فرما کر بطور کشف ہزاروں سال قبل کا واقعہ اس انداز سے بیان فرمایا جیسے ابھی سارا منظر ہو بہو چشمانِ اقدس کے سامنے وقوع پذیر ہو رہا ہے۔

٩٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/ ٦٨۔

٩٣: أخرجه أحمد في المسند، ١/ ٢٣٢، الرقم/٢٠٦٧۔

۱۴/۹۲۔ حضرت مجاہد نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سرخ اونٹ پر سوار ہوکر حج کیا آپ روحاء سے گزرے، آپ پر دو قطوانی عبائیں تھیں، آپ نے ایک چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا، اور دوسری کو اوپر اوڑھ رکھا تھا۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، اور جب آپ تلبیہ ادا کر رہے تھے تو آپ نے آسمان سے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: اے میرے بندے! میں بھی موجود ہوں اور تیرے ساتھ ہوں، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام سجدہ ریز ہوگئے۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

﴿سیدنا موسیٰ، ہود، صالح اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حجِ کعبہ کے اَسفار﴾

۱۵/۹۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دورانِ حج حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عُسفان سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابو بکر! یہ کونسی وادی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وادی عُسفان۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وادی پر سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا گزر ہوا تھا۔ وہ ایسی سرخ اونٹنیوں پر سوار تھے جن کی نکیلیں کھجور کی چھال کی تھیں، ان کے تہبند عبائیں اور ان کی چادریں چیتوں کی کھال کی تھیں، وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے، اور اس قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کو جا رہے تھے۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

١٦/٩٤. وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: لَقَدْ مَرَّ بِهٰذَا الْوَادِي هُودٌ، وَصَالِحٌ، وَمُوسٰى عليهم السلام ......الحديث.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

١٧/٩٥. وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُودٌ، وَصَالِحٌ، وَنُوحٌ عليهم السلام ......الحديث.

رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ.

١٨/٩٦. وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه مَرَّ بِهٰذَا الْوَادِي يَعْنِي عُسْفَانَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ وهُودٌ، وَصَالِحٌ، وَشُعَيْبٌ. ......الحديث.

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

٩٤: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ١/ ٢٣٢، الرقم/٢٠٦٧ـ

٩٥: أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٢٧٥/٦٢ـ

٩٦: أخرجه الديلمي في المسند، ٤/١٧٠، الرقم/٦٥٣٠ـ

اِسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

۱۶/۹۴۔ اور انہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اس وادی سے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کا گزر ہوا تھا۔ ......آگے طویل حدیث ہے۔

اِسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۷/۹۵۔ اور آپ ہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اس وادی سے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت نوح علیہم السلام کا گزرا ہوا تھا......آگے طویل حدیث ہے۔

اسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

۱۸/۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اس وادی عُسفان سے حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کا گزرا ہوا تھا۔

اسے امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔

حَجُّ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَصَلَاتُهُمْ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ وَمَسْجِدِ الرَّوْحَاءِ

١/٩٧. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ سَلَكَ فَجَّ الرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا حُجَّاجًا عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوْفِ، وَلَقَدْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

٢/٩٨. وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الرَّوْحَاءِ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلّٰى فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَبْلِي سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

٩٧: أخرجه الحاكم في المستدرك، ٢/٦٥٣، الرقم/٤١٦٩، والطبراني في المعجم الكبير، ١٢/٤٧٤، الرقم/١٣٥٢٥، والبيهقي في السنن الكبرى، ٥/١٧٧، الرقم/٩٦١٨، والفاكهي في أخبار مكة، ٤/٢٦٦، الرقم/٢٥٩٤، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٣/٢٩٧۔

٩٨: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٧/١٦-١٧، الرقم/١٢، من حديث كثير بن عبد الله المزني عن أبيه عن جده، فذكره، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٢/١٠، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٦١/١٦٧۔

﴿ستر انبیاء کرام علیہم السلام کا حجِ کعبہ اور ان سب کا مسجد الخَیف اور مسجدِ رَوحاء میں نماز ادا کرنا﴾

۱/۹۷۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ روحاء کے راستے پر ستر انبیاء کرام علیہم السلام حج کعبہ کی غرض سے گزرے، جو اُون کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور مسجد خیف میں بھی ان ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا ہے: اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۲/۹۸۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد روحاء میں نماز ادا فرمائی، پھر فرمایا: بے شک مجھ سے پہلے اس مسجد میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نماز ادا کر چکے ہیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

٣/٩٩. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهَذَا الْفَجِّ – سَبْعُونَ نَبِيًّا عَلَى نُوقٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، وَلُبُوسُهُمُ الْعَبَاءُ، وَتَلْبِيَتُهُمْ شَتّٰى، مِنْهُمْ يُونُسُ بْنُ مَتّٰى، فَكَانَ يُونُسُ يَقُول: لَبَّيْكَ فَرَّاجَ الْكُرَبِ لَبَّيْكَ، وَكَانَ مُوسٰى يَقُولُ: لَبَّيْكَ أَنَا عَبْدُكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ. قَالَ: وَتَلْبِيَةُ عِيسٰى: لَبَّيْكَ أَنَا عَبْدُكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، بِنْتِ عَبْدَيْكَ لَبَّيْكَ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٤/١٠٠. وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ هٰذَا الْبَيْتُ يَحُجُّهُ سَبْعُ مِائَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، يَضَعُوْنَ نِعَالَهُمْ بِالتَّنْعِيمِ، وَيَدْخُلُوْنَ حُفَاةً تَعْظِيمًا لِلْبَيْتِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْفَاكِهِيُّ.

٥/١٠١. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ تَدْخُلُ الْحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً وَيَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ وَيَقْضُونَ الْمَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

٩٩: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٧٣۔

١٠٠: أخرجه ابن أبی شيبة فی المصنف، ٢٣٨/٣، الرقم/١٣٧٩٨، والفاكهی في أخبار مكة، ٢ /٢٦٧، الرقم/١٤٩٤۔

١٠١: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب دخول الحرم، ٩٨٠/٢، الرقم/٢٩٣٩۔

۳/۹۹۔ اور آپ ﷺ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس وادی سے ستر انبیاء علیہم السلام سرخ اونٹنیوں پر جن کی نکیل (لگام) کھجور کی چھال کی تھی سوار ہو کر گزرے ہیں، جو عبائیں زیبِ تن کئے ہوئے تھے، اور ان سب کا تلبیہ جدا جدا (کلمات میں) تھا، ان میں سے یونس بن متیّٰ فرما رہے تھے: اے مصائب کو دور فرمانے والے رب! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ اور موسیٰ علیہ السلام فرما رہے تھے: میں حاضر ہوں، میں تیرا بندہ حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ یوں تھا: میں تیرا بندہ حاضر ہوں، تیری باندی، اور تیرے دو بندوں کی بیٹی کا بیٹا، میں حاضر ہوں۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے

۴/۱۰۰۔ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ **بیان کرتے ہیں** کہ بیت اللہ کا حج بنی اسرائیل کے سات سو انبیاء علیہم السلام نے کیا، وہ اپنے جوتے تنعیم کے مقام پر ہی اتار دیتے تھے، اور حرم میں بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور فاکہی نے بیان کیا ہے

۵/۱۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما **بیان کرتے ہیں:** انبیاء کرام علیہم السلام حرم مکّہ میں برہنہ پاؤں چل کر داخل ہوا کرتے تھے۔ بیت اللہ کا طواف اور مناسکِ حج بھی پیدل اور برہنہ پا ادا کیا کرتے تھے۔

اِس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۰۲/٦. وَعَنْهُ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَّ الْحَوَارِيُّونَ، فَلَمَّا دَخَلُوْا الْحَرَمَ مَشَوْا تَعْظِيْمًا لِلْحَرَمِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

اَلتَّعْلِيق

بعد از وصال انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات مبارکہ کا ثبوت

ان روایات کے معنی و مفہوم کی تشریح میں دو امکانات ہو سکتے ہیں جیسا کہ ائمہ محدثین اور شارحین نے بیان کیا ہے۔

ایک معنی تو یہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں حج کیے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے اعلامِ الٰہی سے اس کا مشاہدہ فرماتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرمایا۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ بعد از وصال انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات مبارکہ ثابت ہے۔ قبروں کے اندر عالمِ برزخ میں بھی اُن کے اعمال اور عبادات جاری رہتی ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث مبارک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.(۱)

←

۱۰۲: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ۲ /۱۳۷۔

(۱) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٦/۱٤۷، الرقم/۳٤۲۵، والبيهقي فى حياة الأنبياء صلوات الله عليهم بعد الوفات/۹٦، الرقم/۱، والديلمي في مسند الفردوس، ۱/۱۱۹، الرقم/٤۰۳، وذكره الهيثمي فى مجمع الزوائد، ۸/۲۱۱۔

۶/۱۰۲۔ اور آپ ہی سے مروی حدیث میں ہے کہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے) حواریوں نے حج ادا کیا، جب وہ حرم مکہ میں داخل ہوئے تو حرم کی تعظیم کی خاطر پیدل چلے (سواریوں پر نہیں بیٹھے)۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے

....

رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى، وَالْبَيْهَقِيّ، وَالدَّيْلَمِيُّ، وَالْهَيْثَمِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَرِجَالُ أَبِي يَعْلٰى ثِقَاتٌ.

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

اسے امام ابو یعلی، بیہقی، دیلمی اور ہیثمی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے کہا ہے کہ اسے امام ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے اور امام ابو یعلی کے رجال ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی 'فتح الباری' میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيْفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُوْرِهِمْ أَوْرَدَ فِيْهِ حَدِيْثَ أَنَسٍ: اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِى قُبُورِهِمْ يُصَلُّوْنَ. أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ أَبِى كَثِيرٍ وَهُوَ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ وَقَدْ وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ عَنِ الْحَجَّاجِ الْأَسْوَدِ وَهُوَ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْبَصْرِيِّ وَقَدَ وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مُعِيْنٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْهُ.(۱)

امام بیہقی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے کے بارے میں ایک خوب صورت کتاب لکھی ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ اس ــــ

(۱) العسقلاني في فتح الباري، ٦/٤٨٧۔

....

...... حدیث کو امام بیہقی نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے روایت کیا ہے اور وہ صحیح بخاری ومسلم کے رجال میں سے ہیں، انہوں نے المستلم بن سعید سے روایت کیا ہے جنہیں امام احمد بن حنبل اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے حجاج الاسود سے - جو ابو زیاد البصری ہیں - سے روایت کیا ہے جنہیں امام احمد اور ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے، انہوں نے ثابت سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام جیسے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام وصال نہ فرمانے کے باوجود اب بھی اپنی قبروں کے اندر اپنے روحانی ذوق کے لیے (باوجود اس کے کہ یہ اُن پر واجب نہیں کیونکہ اب وہ دار العمل میں نہیں ہیں) نمازیں پڑھتے اور تلبیہ کہتے ہیں۔ اس بات کی تصدیق واقعہ معراج سے ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معراج والے دن مسجد اقصی پہنچنے سے پہلے میں نے حضرت موسی علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں نماز پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح کعبۃ اللہ میں حج کے لیے بھی آسکتے ہیں۔ وہ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بھی آتے ہوں گے۔ اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ان کے مبارک جسموں اور روحوں سے معمور و آباد ہوتی ہیں۔ اسی بات کی وضاحت ائمہ سلف صالحین نے کی ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وَكَذَا وَرَدَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ يُلَبُّونَ وَيَحُجُّونَ، فَنَبِيُّنَا صلى الله عليه وآله وسلم أَوْلٰى بِهٰذِهِ الْكَرَامَاتِ.(١)

---

(١) الملا على القاري، جمع الوسائل في شرح الشمائل، ٢/٢٣٨

....

.... اسی طرح روایت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تلبیہ کہتے ہیں اور کعبۃ اللہ کا حج کرنے کے لیے آتے ہیں۔ (جب انبیاء سابقین علیہم السلام روحانی طور پر حج کرنے کے لیے اب تک آتے ہیں تو ہمارے نبی ﷺ کی شان تو سب سے بڑھ کر ہے۔) سو ہمارے نبی ﷺ اپنی بلند شان کی بدولت ان کرامات کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امام قسطلانی نے کہا ہے:

وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ يَحُجُّوْنَ وَيُلَبُّوْنَ فَإِنْ قُلْتَ: كَيْفَ يُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ وَيُلَبُّوْنَ؟ وَهُمْ أَمْوَاتٌ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ، وَلَيْسَتْ دَارُ عَمَلٍ؟ فَالْجَوَابُ: أَنَّهُمْ كَالشُّهَدَاءِ، بَلْ أَفْضَلُ مِنْهُمْ، وَالشُّهَدَاءُ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُوْنَ. فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَحُجُّوْا وَيُصَلُّوْا.(۱)

یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد حج بھی کرتے ہیں، تلبیہ بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ وہ تو عالم برزخ میں وفات شدہ ہیں اور وہ دار العمل میں نہیں ہیں، پھر وہ کیسے نماز پڑھتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اُنہیں شہیدوں سے بھی بڑھ کر اعلی زندگی عطا فرمائی ہے۔ جب شہداء اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق عطا کیا جاتا ہے، تو یہ بات بھی بعید نہیں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد حج کریں، نماز پڑھیں اور تلبیہ کہیں۔

معراج کی شب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا مسجد اقصیٰ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرنا ثابت ہے۔ یہاں اصولی طور پر دو طرح کے امکانات موجود ہیں۔ ←
....

(۱) القسطلانی في المواهب اللدنية، ۲/ ۳۹۲-۳۹۳

....

.... ایک یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانوں میں کعبۃ اللہ کا حج ادا کیا جسے حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے کشف سے بیان فرمایا ہے۔ دوسرا امکان وہ ہے جسے ائمہ و محدثین نے بیان کیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام وفات پا گئے ہوں اور وہ پھر پلٹ کر نہیں آئیں گے، نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ اگر اُن کی روحیں چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ آج بھی مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے حج کے لیے روحانی طور پر آ سکتی ہیں۔ اس لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں وادی اَزرق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تلبیہ پڑھتے دیکھ رہا ہوں۔

مَسْجِدُ الْخَيْفِ مَدْفَنُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا

وَمِنْ فَضَائِلِ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الْمُبَارَكَةِ؛ أَنْ قُبِرَ فِي مَسْجِدِ خَيْفِهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا؛ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كَمَا أَخْبَرَ بِذَالِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.

١٠٣/١. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُونَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوسٰى ﷺ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْمَقْدِسِيُّ.

١٠٤/٢. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَبْرُ سَبْعِينَ نَبِيًّا.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ والْفَاكِهِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي مُخْتَصَرِ زَوَائِدِ الْبَزَّارِ: هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ.

١٠٣: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١١/٤٥٢، الرقم/١٢٢٨٣، وأيضاً في المعجم الأوسط، ٥/٣١٢، الرقم/٥٤٠٧، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ١٠/٢٩٢-٢٩٣، الرقم/٣٠٩۔

١٠٤: أخرجه الفاكهى في أخبار مكة، ٤/٢٦٦، الرقم/٢٥٩٤، والهيثمى في كشف الأستار عن زوائد البزار، ٢/٤٨، الرقم/١١٧٧، وأيضًا فى مجمع الزوائد، ٣/٢٩٧ والعسقلاني في مختصر زوائد البزار، ١/٤٧٦ رقم ٨١٣۔

﴿مسجدِ خَیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں﴾

اس شہر مبارک کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہوئے ہیں، جیسا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

۱۰۳/۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجدِ خیف میں ستر (۷۰) انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

اسے امام طبرانی اور امام مقدسی نے روایت کیا ہے۔

۱۰۴/۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور ہیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی ، فاکہی اور ہیثمی نے روایت کیا ہے اور ہیثمی نے کہا ہے: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ جبکہ حافظ ابن حجر نے مختصر زوائد البزار میں لکھا ہے: اس کی سند صحیح ہے۔

١٠٥/٣. عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَّ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ نَبِيًّا، كُلُّهُمْ قَدْ طَافَ بِالْبَيْتِ، وَصَلّٰى فِي مَسْجِدِ مِنًى، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تَفُوتَکَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ مِنًى فَافْعَلْ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَالْفَاكِهِيُّ.

١٠٦/٤. وَقَالَ: إِنَّ قَبْرَ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِقَرْبِ الْمَنَارَةِ فِيْهِ.

رَوَاهُ مُحِبُّ الطَّبَرِيُّ.

١٠٥: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٦٩، ٢/١٧٤، الفاكهي في أخبار مكة، ٤/٢٦٨، الرقم/٢٥٩٩۔

١٠٦: أخرجه محب الدين الطبري في القرى لقاصد القرى/٥٣٩۔

۳/۱۰۵۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: پچھتر (۷۵) انبیاء کرام علیہم السلام نے بیت اللہ کا حج ادا کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے بیت اللہ کا طواف کیا اور منی کی مسجد میں نماز ادا کی، اگر آپ کے لیے ممکن ہو کہ مسجد منی میں آپ سے کوئی نماز نہ چھوٹ پائے تو ایسا اہتمام ضرور کرو۔

اسے امام ازرقی اور فاکہی نے بیان کیا ہے۔

۴/۱۰۶۔ اور انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مسجد کے منارہ کے قریب ہے۔

اسے امام محبّ الطبری نے روایت کیا ہے۔

وَادِي السُّرَرِ مَدْفَنُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا

١٠٧/١. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ﷺ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى - وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ - فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ: السُّرَرُ، بِهِ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

١٠٧: أخرجه مالك في الموطا، كتاب الحج، باب جامع الحج، ٤٢٣/١، الرقم/ ٩٤٩، وأحمد بن حنبل في المسند، ١٣٨/٢، الرقم/٢٦٣٨، والنسائي في السنن، كتاب الحجّ، باب ما ذكر في منى، ٢٤٨/٥-٢٤٩، الرقم/٢٩٩٥، وابن حبان في الصحيح، ١٣٧/١٤، الرقم/٦٢٤٤، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٣٩/٥، الرقم/٩٣٩٢، والهيثمي في موارد الظمآن/٢٥٤-٢٥٥۔

﴿وادیِ سُرر میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں﴾

۱/۱۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آپ منیٰ کے دن ان دو پہاڑیوں کے درمیان ہوں اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے جس کو سرر کہا جاتا ہے وہاں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے شہادت پائی۔

اِسے امام احمد بن حنبل، نسائی، مالک، ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

فَضْلُ الْمَوْتِ بِمَكَّةَ

١٠٨ / ١. عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ مَكَّةَ أَوِ الْمَدِيْنَةَ بُعِثَ آمِنًا.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

١٠٩ / ٢. عَنْ سَلْمَانَ يَعْنِي الْفَارِسِيِّ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ، اسْتَوْجَبَ شَفَاعَتِي وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْآمِنِيْنَ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

١١٠ / ٣. عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ مَاتَ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ لَمْ يَعْرِضْهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَمْ يُحَاسِبْهُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

١٠٨: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٦/٨٩، الرقم/٥٨٨٣، وأيضًا في المعجم الصغير، ٢/٨٥، الرقم/٨٢٧، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣/٤٩٧، الرقم/٤١٨١، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٢/٣١٩۔

١٠٩: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٦/٢٤٠، الرقم/٦١٠٤، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣/٤٩٦، الرقم/٤١٨٠، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٢/٣١٩۔

١١٠: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ٣/٤٧٤، الرقم/٤٠٩٨، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢١٦، والهيثمي في مسند الحارث برواية ←

﴿مکہ مکرمہ میں موت کی فضیلت﴾

۱/۱۰۸۔ حضرت جابر ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی حرمین (یعنی) مکہ یا مدینہ میں سے کسی ایک میں موت واقع ہوئی، (تو روزِ قیامت) وہ حالتِ اَمن میں اُٹھایا جائے گا۔

اِس حدیث کو امام طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۲/۱۰۹۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا، میری شفاعت اس کے لیے واجب ہو گئی اور روزِ قیامت وہ اہلِ امان میں سے ہو گا۔

اِس حدیث کو امام طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۳/۱۱۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مکہ کے راستے میں (بغرضِ زیارت جاتے ہوئے) فوت ہو گیا۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے حساب کے لیے طلب نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اس کا احتساب کرے گا۔

اِس حدیث کو امام بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

.... جابر بن عبد الله ﷺ، ۱/۴۳٦، الرقم/۳۵۳، والإسماعیلي في معجم الشیوخ، ۳/۸۰۲۔

حَوْلَ الْكَعْبَةِ قَبْرُ ثَلٰثِمِائَةِ نَبِّيٍ وَمَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ قَبْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ بَلْدَةٌ وَفَدَ إِلَيْهَا جَمِيْعُ النَّبِيِّيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَجْمَعِيْنَ، وَصَالِحِ عِبَادِ اللهِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِنِّ إِلَّا مَكَّةُ.(١)

وَفِيْ فَضَائِلِ مَكَّةَ لِلْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ: وَكُلُّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ -عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- إِذَا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ إِلٰى مَكَّةَ. وَمَا مِنْ نَبِيٍّ هَرَبَ مِنْ أُمَّتِهٖ إِلَّا هَرَبَ إِلٰى مَكَّةَ، فَعَبَدَ اللهَ- تَعَالٰى- بِهَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ، حَتّٰى أَتَاهُ الْيَقِيْنُ، وَهُوَ الْمَوْتُ. وَأَنْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ قَبْرَ ثَلٰثِمِائَةِ نَبِّيٍ، وَمَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ قَبْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا، وَقَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّهٖ هَاجَرَ -عليهما السلام- فِي الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِيْزَابِ. وَقَبْرُ نُوْحٍ، وَهُوْدٍ، وَشُعَيْبٍ، وَصَالِحٍ، -صَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ- فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ.(٢)

---

(١) حسن البصري في فضائل مكة والسكن فيها/ ٢٠ـ

(٢) حسن البصري في فضائل مكة والسكن فيها/ ٢٠، والحلبي فى إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، ١/ ٢٥٠ـ

﴿کعبۃ اللہ کے اِرد گرد (مطافِ کعبہ میں) تین سو انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں، جب کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کے درمیان ستّر اَنبیاء کے مقابر ہیں﴾

امام حسن البصری نے فرمایا ہے: اس سر زمین مکہ کے علاوہ کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کی طرف تمام ابنیاء، تمام ملائکہ اور جن و انس میں سے زمین و آسمان کے تمام نیک بندوں نے سفر کیا ہو۔

امام حسن البصری نے فضائل مکہ میں بیان کیا ہے: ابنیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر پیغمبر علیہ السلام کو جب ان کی قوم جھٹلاتی تھی تو وہ اس قوم کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ چلے آتے تھے۔ سو جو نبی بھی اپنی قوم سے نکلا وہ مکہ ہی کی طرف عازم سفر ہوا۔ چنانچہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کعبۃ اللہ کے قرب میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یقین یعنی موت سے ہمکنار ہو جاتے۔ کعبۃ اللہ کے گرد تین سو انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں، اور رکن یمانی اور رکن اسود کے مابین ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں، جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کی قبریں حطیم میں پرنالے کے نیچے ہیں، اور نوح، ھود، شعیب اور صالح علیہم السلام کی قبریں زمزم اور مقام (ابراہیم) کی درمیانی جگہ پر ہیں۔

١١١/١. **قَالَ الْفَاكِهِيُّ**: وَسَمِعْنَا أَنَّ حَوْلَ الْكَعْبَةِ قُبُوْرُ ثَلَاثِمِائَةِ نَبِيٍّ، وَأَنَّ قَبْرَ نُوْحٍ، وَهُودٍ، وَشُعَيْبٍ، وَصَالِحٍ عليهم السلام فِيْمَا بَيْنَ الْمُلْتَزَمِ وَالْمَقَامِ، وَأَنَّ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ قُبُورُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا.

١١٢/٢. **وَقَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ**: خَطَبَ صَالِحٌ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهُ حِيْنَ هَلَكَ قَوْمُهُ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ دَارُ سَخُطِ اللهِ عَلَيْهَا وَعَلٰى أَهْلِهَا فَارْحَلُوْا عَنْهَا فَقَالُوْا: مُرْنَا بِمَا نَفْعَلُ. قَالَ: تَلْحَقُوْنَ بِحَرَمِ اللهِ، فَأَهَلُّوْا مِنْ سَاعَتِهِمْ بِالْحَجِّ. ثُمَّ أُحْرِمُوْا فِي الْعَبَائَةِ. فَوَرَدُوْا مَكَّةَ، فَلَمْ يَزَالُوْا بِهَا حَتّٰى مَاتُوْا، فَتِلْكَ قُبُوْرُهُمْ، بَيْنَ دَارِ النَّدْوَةِ وَدُوْرِ بَنِي هَاشِمٍ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١١٣/٣. **وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى**: وَكَانَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِذَا هَلَكَ قَوْمُهُ وَنَجَا هُوَ وَالصَّالِحُوْنَ مَعَهُ إِلٰى مَكَّةَ بِمَنْ مَعَهُ فَيَعْبُدُوْنَ اللهَ فِيْهَا حَتّٰى يَمُوْتُوْا.

رَوَاهُ الطَّبَرِيُّ وَالثَّعْلَبِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ، وَالْبَغَوِيُّ.

١١١: الفاكهي في أخبار مكة، ٢/٢٩١

١١٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٧٣۔

١١٣: أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ١/١٩٩، والثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن، ٤/٢٥٠، والبغوي في معالم التنزيل، ٢/١٧٤، والخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٢/٢٢٠ وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٣٢٧۔

١/١١١۔ امام فاکہی نے بیان کیا ہے: ہم نے سن رکھا ہے کہ بے شک کعبہ کے گرد تین سو انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام کی قبریں ملتزم اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ہیں، رکن اسود سے رکن یمانی تک ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

٢/١١٢۔ وہب بن منبہ نے کہا ہے: حضرت صالح علیہ السلام نے ان لوگوں سے خطاب کیا جو آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے جب کہ ان کی بقیہ قوم ہلاک ہوئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اس جگہ اور اس کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے لہٰذا اس سے کوچ کر جاؤ، انہوں نے کہا: ہمیں حکم دیں ہم کیا کریں، آپ نے فرمایا: مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حرم کے ساتھ جا ملو، اور حج کرو، (اور وہیں قیام پذیر ہو جاؤ) پھر انہوں نے عباؤں میں احرام باندھا، اور مکہ مکرمہ آگئے اور تادم وفات وہیں رہے اور ان کی قبریں دار الندوہ اور بنو ہاشم کے گھروں کے درمیان واقع ہیں۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

٣/١١٣۔ ایک اور روایت میں ہے: انبیاء علیہم السلام میں سے جب کسی نبی علیہ السلام کی قوم (اپنے پیغمبر کی تکذیب کے باعث) ہلاک ہو جاتی تو وہ نبی اور اس کے ساتھ دوسرے نیک لوگ نجات پا کر مکہ مکرمہ چلے جاتے، اور وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ ان کا وصال ہو جاتا۔

اسے امام طبری اور ثعلبی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور امام بغوی نے روایت کیا ہے۔

وَفَاةُ آدَمَ وَحَوَّاءَ عليهما السلام وَقَبْرَاهُمَا

١/١١٤. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ صَلُّوْا عَلٰى آدَمَ عليه السلام، قَالَ: وَوَضَعُوْهُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ، عِنْدَ الْقُبُوْرِ، وَدَفَنُوْهُ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ.

رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ.

٢/١١٥. وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما: أَتَاهُ جِبْرِيْلُ بِثِيَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ، وَحُنُوْطٍ مِنْ حُنُوْطِهَا، وَحَمَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى وَضَعَتْهُ بِبَابِ الْكَعْبَةِ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ عليه السلام، ثُمَّ حَمَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ، حَتّٰى دَفَنَتْهُ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ.

رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَنَاصِرُ الدِّيْنِ الدِّمَشْقِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

٣/١١٦. قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ: قَالَ وَهْبٌ: وَحُفِرَ لَهُ فِي مَوْضِعٍ فِيْ أَبِيْ قُبَيْسٍ يُقَالُ لَهُ: غَارُ الْكَنْزِ.

رَوَاهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ وَالْعَيْنِيُّ وَالطَّبَرِيُّ وَالْحَمَوِيُّ.

١١٤: أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٧/٤٥٧-٤٥٨، وذكره السيوطي في الدر المنثور، ١/١٤٩۔

١١٥: أخرجه ابن الجوزى في المنتظم، ١/٢٢٨، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٧/٤٥٨، وابن ناصر الدين في جامع الآثار في مولود النبي المختار ﷺ، ٧/٤٥٨۔

١١٦: أخرجه ابن قتيبه في المعارف/١٩، والعينى في عمدة القاري، ٤/٤٩، والطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١/١٠١، والياقوت الحموي في معجم البلدان، ٤/١٨٣۔

﴿حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت حوا علیہا السلام کی وفات اور ان کی قبور﴾

۱/۱۱۴۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو انہوں نے خانہ کعبہ کے قریب قبور کے پاس رکھا اور انہیں مسجد خیف میں دفن کیا۔

اِسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

۲/۱۱۵۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام (حضرت آدم علیہ السلام) کے لیے جنتی کپڑے اور حنوط لائے۔ فرشتوں نے ان کا جنازہ اٹھایا اور انہیں باب کعبہ کے پاس رکھا۔ جبریل امین علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھایا، پھر فرشتوں نے انہیں اٹھایا اور ان کی تدفین مسجد خیف میں کی گئی۔

اِسے ابن جوزی، ابن عساکر اور ناصر الدین دمشقی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۳/۱۱۶۔ امام ابن قتیبہ نے کہا ہے: وھب نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک ابوقبیس کے مقام پر بنائی گئی، اس جگہ کو 'غار الکنز' سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اسے ابن قتیبہ، عینی، طبری اور حموی نے بیان کیا ہے۔

اَلتَّعْلِيق

جبل ابوقبیس وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں کعبۃ اللہ ہے، اسی کے دامن میں محلّہ بنو ہاشم ہے۔ دار الندوہ سے لے کر بنو ہاشم کے سارے گھر جبل ابوقبیس کے دامن میں ہیں۔ اسی جبل ابوقبیس کے دامن میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وہ مبارک گھر ہے جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کا میلاد بھی اسی جبل ابوقبیس کے دامن میں ہوا ہے۔ یہیں پر حضور نبی اکرم ﷺ کا بچپن گزرا اور یہیں آپ ﷺ کے شباب کے شب و روز گزرے۔ اسی جبل ابوقبیس پر آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر چاند کو دو ٹکڑے کیا تھا۔ یہی وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام ٹھہر گئے تھے اور اسی کے دامن میں دفن ہوئے۔

١١٧/٤. ذَكَرَ ابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَارِيْخِهٖ مُعَلِّقًا عَمَّنْ قَالَ مِنَ الْعُلَمَاءِ، أَنَّ حَوَّاءَ عَاشَتْ بَعْدَهٗ سَنَةً ثُمَّ مَاتَتْ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَدُفِنَتْ مَعَ زَوْجِهَا آدَمَ عليه السلام فِي الْغَارِ الَّذِيْ ذَكَرْتُ.

١١٨/٥. وَفِي حَيَاةِ الْحَيَوَانِ عَاشَ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا سِتِّيْنَ عَامًا وَفِي الْمُخْتَصَرِ إِلَّا سَبْعِيْنَ عَامًا. وَفِي الْمَعَارِفِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ: إِلَّا سَبْعِيْنَ عَامًا. وَفِي الْأُنْسِ الْجَلِيْلِ تِسْعَمِائَةٍ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً.

رَوَاهُ الدَّمِيْرِيُّ وَابْنُ قُتَيْبَةَ وَمَجِيْرُ الدِّيْنِ الْحَنْبَلِيُّ.

١١٧: ذكره ابن جرير الطبري في تاريخ الطبري، ١/١٠١۔

١١٨: أخرجه الدميرى في حياة الحيوان الكبرى، ٢/٥٤٩، وابن قتيبة في المعارف/٥٦ ومجير الدين الحنبلي في الأنس الجليل بتاريخ القدس والخليل، ١/٤٠۔

۴/۱۱۷۔ امام ابن جریر نے اپنی تاریخ میں علماء کی بیان کردہ معلق روایت کے طور پر بیان کیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد حضرت حواء علیہا السلام ایک سال تک زندہ رہیں اور پھر وفات پا گئیں اور مذکورہ غار میں ہی اپنے شوہر (حضرت آدم علیہ السلام) کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔

۵/۱۱۸۔ اور 'حیاۃ الحیوان' میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ۹۴۰ سال عمر پائی، اور ابن قتیبہ کی **'المعارف' میں** ہے کہ آپ علیہ السلام نے ۹۳۰ سال عمر پائی۔ اور **'الأنس الجلیل' میں** ہے کہ ۹۳۰ سال عمر پائی۔

اسے امام دمیری، ابن قتیبہ اور مجیر الدین الحنبلی نے بیان کیا ہے

١١٩/٦ . وَفِي رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ: وَمُدَّةُ مَرَضِهٖ أَحَدَ عَشَرَ يَوْمًا، وَتُوُفِّيَ بِمَكَّةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ وَاقْتَدٰى بِهِ الْمَلَائِكَةُ وَبَنُوْ آدَمَ.

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبَرِيُّ وَابْنُ الأَثِيْرِ وَابْنُ كَثِيْرٍ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ.

١٢٠/٧. وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ الطَّبَرِيِّ: صَلّٰى عَلَيْهِ شِيْثُ بِأَمْرِ جِبْرِيْلَ، وَدُفِنَ بِمَكَّةَ فِي قَبْرٍ لُحِدَ لَهٗ فِي غَارِ أَبِي قُبَيْسٍ، وَهُوَ غَارٌ يُقَالُ لَهٗ: غَارُ الْكَنْزِ. قَالَهٗ وَهْبٌ.

وَقِيْلَ: عِنْدَ مَسْجِدِ الْخَيْفِ. حَكَاهُ الذَّهَبِيُّ وَهٰذَا قَوْلُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.[1]

١١٩: أخرجه الدار قطني في السنن، ٢/٧٠، الرقم/١، وابن الأثير الجزرى في الكامل في التاريخ، ٤٤/١، والطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١/١٠٠-١٠١، وابن كثير في البداية والنهاية، ٧٦/١، وابن الجوزي في المنتظم، ٢٢٨/١۔

١٢٠: ذكره الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١٠١/١، والعيني في عمدة القاري، ٤٩/٤، وابن الجوزي في التبصرة، ١٧/١، وابن قتيبه في المعارف/ ١٩۔

(١) ذكره ابن الجوزي في المنتظم، ٢٢٨/١، وذكره المكي في سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، ١١٧/١۔

٦/١١٩۔ اور دارقطنی کی روایت میں ہے: آپ علیہ السلام کے مرض الموت کی مدت ١١ دن تھی، آپ علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں جمعہ کے روز وصال فرمایا، آپ علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے پڑھائی، اُن کی اقتداء فرشتوں اور حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں نے کی۔

اِسے امام دارقطنی، طبری، ابن اثیر اور ابن کثیر نے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٢٠/٧۔ اور طبری کی ایک روایت میں ہے، آپ علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبریل علیہ السلام کے حکم پر حضرت شیث علیہ السلام نے پڑھائی، آپ علیہ السلام مکہ مکرمہ میں اس قبر میں مدفون ہوئے جس کی لحد غار ابوقبیس میں بنائی گئی تھی۔ یہ وہ غار ہے جسے 'غَارُ الْکَنْزِ' کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہب نے کہا ہے۔

اور کہا گیا ہے: آپ علیہ السلام مسجد خیف کے پاس مدفون ہوئے۔ اسے امام ذہبی نے بیان کیا ہے اور عروہ بن زبیر کا بھی یہی قول ہے۔

مَدْفَنُ إِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّهٖ عليهما السلام فِي حَطِيْمِ الْكَعْبَةِ

١/١٢١. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقْلَعُ الْقَوَاعِد الَّتِي أَسَّسَ إِبْرَاهِيْمُ عليه السلام لِبنَاءِ الْبَيْتِ، فَأَتَوْا عَلٰى تُرْبَةٍ صَفْرَاءَ عِنْدَ الْحَطِيْمِ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: هٰذَا قَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ عليه السلام. فَوَارَاهُ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَاللَّفْظُ لَهٗ.

٢/١٢٢. قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُمَحِيُّ: لَمَّا حَفَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجْرَ وَجَدَ فِيْهِ سَفَطًا مِنْ حِجَارَةٍ خُضْرٍ، فَسَأَلَ قُرَيْشًا عَنْهُ، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ فِيْهِ عِلْمًا، فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِي فَسَأَلَهٗ. فَقَالَ لَهٗ: هٰذَا قَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ، فَلَا تُحَرِّكْهُ، فَتَرَكَهٗ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٣/١٢٣. وَذَكَرَ أَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرٍ فِي تَارِيْخِهٖ وَابْنُ قُتَيْبَةَ فِي مَعَارِفِهٖ وَاللَّفْظُ لَهٗ: أَنَّ إِسْمَاعِيْلَ عليه السلام عَاشَ مِئَةً وَسَبْعاً وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً، وَدُفِنَ فِي الْحِجْرِ وَفِيْهِ دُفِنَتْ أُمُّهٗ هَاجَرُ.

١٢١: أخرجه ابن حبان في الثقات ٤/٢٨٤، الرقم/١٢٩٢١، وابن إسحاق في السيرة، ٢/٨٦، الرقم/١١١۔

١٢٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/٣١٢۔

١٢٣: ذكره الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١/١٨٩، وابن قتيبة في المعارف/٣٤، وابن الجوزي في المنتظم، ١/٣٠٥۔

حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کی قبور حطیم کعبہ کے اندر ہیں

۱/۱۲۱۔ حضرت سعید بن حرب سے روایت ہے کہ میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔ جب وہ حطیم کے پاس ایک زرد رنگ کے پتھر (قطعۂ ارضی) تک پہنچے تو انہوں نے فرمایا: یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ پھر انہوں نے اسے ڈھانپ دیا۔

اسے امام ابن حبان اور ابن اسحاق نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۲/۱۲۲۔ صفوان بن عبد اللہ الجمحی بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حطیم کو کھودا تو اس میں ایک مقام پر سبز رنگ کے پتھر کے ریزے پائے، انہوں نے قریش سے اس کے بارے میں پوچھا، تو قریش میں سے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کے بارے میں جانتا تھا، پھر انہوں نے میرے والد کو بلا بھیجا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا، اُنہوں نے آپ کو بتایا: یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک ہے، اِسے نہ چھڑیں، لہٰذا اُنہوں نے اُسے ویسے ہی رہنے دیا۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے

۳/۱۲۳۔ اور ابو جعفر محمد بن جریر نے اپنی تاریخ میں اور ابن قتیبہ نے اپنی کتاب 'المعارف' میں لکھا ہے اور مذکورہ الفاظ بھی ابن قتیبہ کے ہی ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ برس عمر پائی اور وفات کے بعد حطیم کعبہ میں دفن کئے گئے اور اسی مقام پر ان کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام بھی دفن کی گئی تھیں۔

٤/١٢٤. قَالَ ابْنُ إِسْحَاق: وَكَانَ عُمْرُ إِسْمَاعِيلَ فِيمَا يَذْكُرُوْنَ مِائَةَ سَنَةٍ وثَـلاثِين سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِ وَدُفِنَ فِي الْحِجْرِ مَعَ أُمِّهِ هَاجَرَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى.

٥/١٢٥. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَبَلَغَنِي عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: قَبْرُ إِسْمَاعِيل عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ مَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ.

رَوَاهُ الْفَاكِهِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

٦/١٢٦. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: دُفِنَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فِي الْحِجْرِ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: لَمَّا تُوُفِّيَ إِسْمَاعِيْلُ دُفِنَ فِي الْحِجْرِ مَعَ أُمِّهِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٧/١٢٧. عَنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَبْرَانِ، قَبْرُ إِسْمَاعِيلَ وَشُعَيْبٌ، فَقَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ فِي الْحِجْرِ مُقَابِلَ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ.

١٢٤: أخرجه ابن هشام في السيرة النبوية، ١/١١ـ

١٢٥: أخرجه الفاكهي فى أخبار مكة، ٣٢/٢، الرقم/١٠٩٠، وعبد الرزاق في المصنف، ١١٩/٥، الرقم/٩١٢٨

١٢٦: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٥٦، ٨١، ٣١٣، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ٥٢/١، والذهبي في تاريخ الإسلام، ٢٠/١ـ

١٢٧: أخرجه الفاكهي فى أخبار مكة، ١٢٤/٢، الرقم/١٢٧٥، وابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق، ٧٩/٢٣ـ

۴/۱۲۴۔ ابن اسحاق نے کہا ہے: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر جیسا کہ (ائمہ اور سلف صالحین) بیان کرتے ہیں ایک سو تیس سال تھی، پھر آپ۔ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔ فوت ہوئے اور اپنی والدہ محترمہ ہاجرہ علیہا السلام کے پہلو میں حطیم کعبہ کے اندر مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

۵/۱۲۵۔ ابن جریج نے کہا ہے: مجھے یہ بات کعب سے پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر زمزم، رکن اور مقام کی درمیانی جگہ پر ہے۔

اسے امام فاکہی اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

۶/۱۲۶۔ اور ابن جریج نے کہا ہے: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حطیم میں دفن کی گئی تھیں، اور ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات ہوئی تو وہ بھی اپنی والدہ محترمہ کے پہلو میں حطیم کعبہ میں مدفون ہوئے۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے

۷/۱۲۷۔ امام کلبی، ابو صالح سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: مسجد حرام میں دو قبریں (نہایت معروف) حضرت اسماعیل اور حضرت شعیب علیہما السلام کی جن میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم میں حجر اسود کی مقابل سمت میں ہے۔

رَوَاهُ الْفَاكِهِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

١٢٨/٨. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ ......أَنَّ قَبْرَهَا وَقَبْرَ ابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ فِي الْحِجْرِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ.

رَوَاهُ الْفَاسِيُّ.

١٢٩/٩. قَالَ السُّهَيْلِيُّ: مَاتَتْ هَاجَرُ وَابْنُهَا إِسْمَاعِيْلُ عليهما السلام ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً، وَقَبْرُهَا فِي الْحِجْرِ، ثُمَّ قَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ عليه السلام.

١٣٠/١٠. قَالَ النَّوَوِيُّ فِي 'التَّهْذِيْبِ' فِي تَرْجَمَتِهِ إِبْرَاهِيْمَ: وَفِي 'التَّارِيْخِ' –أَيْضًا– يَعْنِي 'تَارِيْخَ ابْنِ عَسَاكِرَ' فِي تَرْجَمَةِ هَاجَرَ، وَأَنَهَا تُوُفِّيَتْ وَلِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ عِشْرُوْنَ سَنَةً، وَلَهَا تِسْعُوْنَ سَنَةً، فَدَفَنَهَا إِسْمَاعِيْلُ فِي الْحِجْرِ.

١٣١/١١. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَنَّ إِسْمَاعِيلَ لَمَّا تُوُفِّيَ دُفِنَ مَعَ أُمِّهِ فِي الْحِجْرِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٢٨: أخرجه أبو الطيب المكي الحسني الفاسي في شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، ٢/١٩۔

١٢٩: أخرجه السهيلي في الروض الأنف، ١/٢١٤۔

١٣٠: ذكره النووي في تهذيب الأسماء واللغات، ١/١٣٠، الرقم/٣٢، وابن سعد فى الطبقات الكبرى، ١/٥٢ وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٧٠/١٤٦۔

١٣١: أخرجه الأزرقى في أخبار مكة، ١/٨٠۔

اسے امام فاکہی اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

۱۲۸/۸۔ ابن ہشام نے بیان کیا ہے: حضرت ھاجرہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہما السلام کی قبر کعبہ کے ساتھ حطیم میں واقع ہے۔

اسے امام فاسی نے بیان کیا ہے۔

۱۲۹/۹۔ امام سہیلی نے کہا ہے جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے وفات پائی تو اس وقت ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر بیس سال تھی، آپ کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کی قبر حطیم میں ہے۔

۱۳۰/۱۰۔ امام نووی نے 'التہذیب' میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوانح میں لکھا ہے اور تاریخ ابن عساکر میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے سوانح میں ہے کہ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے وفات پائی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر بیس سال تھی اور ان کی عمر نوے سال تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے انہیں حطیم میں دفن کیا۔

۱۳۱/۱۱۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے: جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وصال فرمایا تو ان کو اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ حطیم میں ہی دفن کیا گیا۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

١٣٢/ ١٢. قَالَ الْوَلِيْدُ الْأَزْرَقِيُّ فِي كِتَابِ ’أَخْبَارِ مَكَّةَ‘: حَدَّثَنِي جَدِّي، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُبَارَکِ بْنُ حَسَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْحِجْرِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: شَكَا إِسْمَاعِيْلُ عليه السلام إِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّ مَكَّةَ، فَأَوْحَى اللهُ تَعَالٰى إِلَيْهِ: أَنِّي أَفْتَحُ لَکَ بَابًا مِنَ الْجَنَّةِ يَجْرِي عَلَيْکَ مِنْهُ الرَّوْحُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَفِي ذَالِکَ الْمَوْضِعِ تُوُفِّيَ.

قَالَ خَالِدٌ: فَيَرَوْنَ أَنَّ ذَالِکَ الْمَوْضِعَ مَا بَيْنَ الْمِيْزَابِ إِلٰى بَابِ الْحِجْرِ الْغَرْبِيِّ فِيْهِ قَبْرُهُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ وَالشَّامِيُّ.

١٣٢: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١/ ٣١٢، وذكره ابن الجوزي في المنتظم، ١/ ٣٠٥، وأيضاً في التبصرة، ١/ ١٢٥، وابن عابدين الشامي في الحاشية، ٢/ ٤٩٦۔

۱۳۲/۱۲۔ امام ولید ازرقی نے اپنی کتاب 'اخبار مکہ' میں لکھا ہے: میرے دادا نے عبدالرحیم بن مسلم المخزومی کے طریق سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابن مبارک بن حسان نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے عمر بن عبدالعزیز کو حطیم میں دیکھا اور انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور مکہ کی شدید گرمی کی فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی: میں تمہارے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول رہا ہوں، وہاں سے تمہیں قیامت کے دن تک راحت ملے گی سو اسی جگہ آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔

خالد بیان کرتے ہیں: ائمہ مورخین اور اہل سیر کا کہنا یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک میزابِ رحمت اور حطیم کے مغربی دروازے کے درمیان ہے۔

اسے امام ازرقی، ابن الجوزی اور ابن عابدین الشامی نے بیان کیا ہے۔

بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَزَمْزَمَ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَبِيًّا: وَإِنَّ قَبْرَ هُوْدٍ وَشُعَيْبٍ وَصَالِحٍ وَإِسْمَاعِيْلَ عليهم السلام مِنْهُمْ

١٣٣/١. وَرَوٰى ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ: عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَبْرُ إِسْمَاعِيْلَ عليه السلام فَإِنَّهُ تَحْتَ الْمِيْزَابِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَيْتِ.

١٣٤/٢. فِي رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ: وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَهْرُبُ نَبِيٌّ مِنْ قَوْمِهٖ إِلَّا هَرَبَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَعَبَدَ اللهَ تَعَالٰى فِيْهَا، حَتّٰى يَمُوْتَ، وَسَمِعْنَا أَنَّ حَوْلَ الْكَعْبَةِ قُبُوْرَ ثَـلَاثِمِائَةِ نَبِيٍّ، وَأَنَّ قَبْرَ نُوْحٍ، وَهُوْدٍ، وَشُعَيْبٍ، وَصَالِحٍ عليهم السلام فِيْمَا بَيْنَ الْمُلْتَزَمِ وَالْمَقَامِ، وَأَنَّ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ قُبُوْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا.

١٣٥/٣. عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَزَمْزَمَ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَبِيًّا وَإِنَّ قَبْرَ هُوْدٍ وَشُعَيْبٍ وَصَالِحٍ وَإِسْمَاعِيْلَ عليهم السلام فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ.

١٣٣: أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/٥٢، وذكره ابن الجوزي في المنتظم، ١/٣٠٦، وابن تيمية في الفتاوى الكبرىٰ، ٥/٣٦٥۔

١٣٤: رسالة الحسن في فضل مكة والسكنى فيها أوردها الفاكهي بتمامها في أخبار مكة، ٢/٢٩١، الرقم/١٥٤٥۔

١٣٥: أخرجه الثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن، ٤/٢٥٠، ــــ

﴿صحنِ کعبہ میں حجرِ اَسود، مقامِ اِبراہیم اور مقامِ زَمزم کے درمیان ۹۹ انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں: حضرت نوح، ہود، شعیب، صالح اور اسماعیل علیہم السلام بھی انہی میں سے ہیں﴾

۱/۱۳۳۔ ابن سعد نے 'الطبقات الکبریٰ' میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر رکن اور بیت اللہ کے درمیان میزابِ رحمت کے نیچے ہے۔

۲/۱۳۴۔ امام حسن بصری کے رسالہ میں ہے: جو نبی علیہ السلام بھی اپنی قوم سے بچ کر نکلا اس نے خانہ کعبہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ پھر انہوں نے خانہ کعبہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ ہم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر تابعین سے) سنا ہے کہ کعبۃ اللہ کے ارد گرد تین سو انبیاء علیہم السلام کی قبریں موجود ہیں۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام کی قبریں ملتزم اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہیں اور حجرِ اسود سے لے کر رکن یمانی تک ستر (۷۰) انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

۳/۱۳۵۔ حضرت عطاء بن سائب حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رکن، مقام اور زمزم کی درمیانی جگہ میں ننانوے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں اور بے شک حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت صالح اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی قبریں بھی زمین کے اسی ٹکڑے میں ہیں۔

.... والبغوي في معالم التنزيل، ۲/۱۷۳، والحلبي فی إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، ۱/۲۵۰، والعيني فی عمدة القاري، ۱۵/ ۲۲۷۔

٤/١٣٦. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ: بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَزَمْزَمَ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَبِيًّا، وَإِنَّ قَبْرَ هُوْدٍ وَشُعَيْبٍ وَصَالِحٍ وَإِسْمَاعِيْلَ عليهم السلام فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ.

رَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ وَالْأَزْرَقِيُّ.

٥/١٣٧. أَخْرَجَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ مُقَاتِلٍ قَالَ: فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بَيْنَ زَمْزَمَ قَبْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ هُوْدٌ وَصَالِحٌ وَإِسْمَاعِيْلُ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

٦/١٣٨. أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ سَابِطٍ قَالَ: بَيْنَ الْمَقَامِ وَالرُّكْنِ وَزَمْزَمَ قُبِرَ تِسْعَةٌ وَسَبْعُوْنَ نَبِيًّا، وَإِنَّ قَبْرَ نُوْحٍ وَهُوْدٍ وَشُعَيْبٍ وَصَالِحٍ وَإِسْمَاعِيْلَ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ.

ذَكَرَهُ السَّيُوْطِيُّ.

١٣٦: أخرجه الشيباني في مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابنه أبي الفضل صالح/٤٠٨، والأزرقي في أخبار مكة، ٦٨/١، ١٣٤، والثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن، ٢٥٠/٤، والبغوي في معالم التنزيل، ١٧٣/٢، القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٣٠/٢، والعيني في عمدة القاري، ١٥/ ٢٢٧.

١٣٧: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٧٣، وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٣٢٨.

١٣٨: السيوطي في الدر المنثور، ٣/٤٨٧

۴/۱۳۶۔ امام عبدالرحمٰن بن سابط نے کہا ہے: رکن، مقام اور زمزم کے درمیان ننانوے انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں، اور بے شک حضرت ہود، شعیب، صالح اور اسماعیل علیہم السلام کی قبریں بھی اسی جگہ ہیں۔

اسے امام شیبانی اور ازرقی نے بیان کیا ہے

۵/۱۳۷۔ ازرقی نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ مسجد حرام میں زمزم کے پاس ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں ان میں سے حضرت ہود، صالح اور اسماعیل علیہم السلام ہیں۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے

۶/۱۳۸۔ ابن عساکر نے ابن سابط سے روایت کیا ہے کہ مقام، رکن اور زمزم کی درمیانی جگہ میں ۷۹ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور ہیں، بے شک حضرت نوح، ہود، صالح اور اسماعیل علیہم السلام کی قبریں بھی اسی جگہ میں ہیں۔

اسے امام سیوطی نے بیان کیا ہے۔

١٣٩ / ٧. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَائِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِذَا هَلَكَتْ أُمَّتُهُ لَحِقَ بِمَكَّةَ، فَيَعْبُدُ اللهَ تَعَالٰى فِيْهَا حَتّٰى يَمُوْتَ، فَمَاتَ بِهَا نُوْحٌ وَهُوْدٌ وَصَالِحٌ وَشُعَيْبٌ عليهم السلام، وَقُبُوْرُهُمْ بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ.

رَوَاهُ الْأَزْرَقِيُّ.

١٤٠ / ٨. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ: مَا بَيْنَ الْمَقَامِ إِلَى الرُّكْنِ إِلٰى بِئْرِ زَمْزَمَ إِلَى الْحَجَرِ قَبْرُ سَبْعَةٍ وَسَبْعِيْنَ نَبِيًّا، جَاءُوْا حَاجِّيْنَ فَمَاتُوا فَقُبِرُوْا هُنَالِكَ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

١٣٩: أخرجه الأزرقي في أخبار مكة، ١ /٦٨، وذكره القرطبي فى الجامع لأحكام القرآن، ٢/ ١٣٠، والسيوطي في الدر المنثور، ١/٣٢٧۔

١٤٠: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ، ٣/ ٤٤١، الرقم/٤٠٠٦، وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/ ٣١٩

۱۳۹/ ۷۔ محمد بن سائط حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جب کسی نبی علیہ السلام کی امت ہلاک ہو جاتی تو وہ مکہ چلے جاتے اور وہاں تادم وصال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے، چنانچہ وہیں پر ہی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کی وفات ہوئی، اور ان کی قبریں بھی زمزم اور حجر اسود کے درمیان واقع ہیں۔

اسے امام ازرقی نے بیان کیا ہے۔

۱۴۰/ ۸۔ حضرت عبداللہ بن ضمرہ سلولی بیان کرتے ہیں: مقام (ابراہیم) سے رکن تک، وہاں سے مقام زمزم اور وہاں سے حجر اسود تک ۷۷ انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں جو حج کے لیے وہاں تشریف لائے اور وہیں ان کا وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

فِي الْحَطِيْمِ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نبِيًّا

١٤١/ ١. وَفِي شَفَاءِ الْغَرَامِ مِنْ فَضَائِلِ الْحَطِيْمِ ’’أَنَّ فِيْهِ قَبْرَ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَبِيًّا. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ يَقُوْلُ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ إِلَى الْمَقَامِ إِلٰى زَمْزَمَ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَبِيًّا جَاءُوْا حُجَّاجًا فَقُبِضُوْا هُنَاكَ.

١٤٢/ ٢. وَفِي الْعُمْدَةِ فِي الْحَدِيْثِ: فِي الْحَطِيْمِ قَبْرُ تِسْعِيْنَ نَبِيًّا. قَالَ مُقَاتِلٌ: فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بَيْنَ زَمْزَمَ وَالرُّكْنِ قَبْرُ تِسْعِيْنَ نَبِيًّا. مِنْهُمْ هُوْدٌ وَصَالِحٌ وَإِسْمَاعِيْلُ.

رَوَاهُ الْفَاسِيُّ وَالدِّيَارَ بَكْرِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

١٤١: أخرجه الفاسي في شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، ١/ ٢٦٤۔

١٤٢: أخرجه الفاسي في شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، ١/ ٢٦٤، والديار بكرى في تاريخ الخميس فيأحوال أنفس النفيس، ١/ ١٢١۔

﴿حطیم میں ننانونے (۹۹) انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں﴾

۱/۱۴۱۔ شفاء الغرام میں حطیم کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ۹۹ انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن ضمرہ سلولی بیان کرتے ہیں کہ رکن یمانی سے مقام ابراہیم اور وہاں سے زمزم تک ۹۹ انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں جو حج کی غرض سے آئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

۲/۱۴۲۔ العمدة في الحديث میں ہے: حطیم میں بھی (۹۰) انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں۔ حضرت مقاتل نے کہا ہے کہ مسجد حرام، زمزم اور رکن کے درمیان بھی ۹۰ انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں، ان میں سے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں۔

اسے امام فاسی اور دیار بکری نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ دیار بکری کے ہیں۔

بَيۡنَ الرُّكۡنِ وَالۡمَقَامِ وَزَمۡزَم قَبۡرُ حَوَالِي أَلۡفِ نَبِيٍّ عليهم السلام

١٤٣/١. قَالَ ابۡنُ جَمَاعَةَ: وَيُرۡوٰى أَنَّ بَيۡنَ الرُّكۡنِ وَالۡمَقَامِ وَزَمۡزَمَ قَبۡرَ نَحۡوٍ مِنۡ أَلۡفِ نَبِيٍّ.

اَلتَّعۡلِيۡق

مسجد اَقصیٰ قریب ہونے کے باوجود انبیاء کرام علیہم السلام کعبۃ اللہ کی زیارت اور مکہ میں اقامت اختیار کرنے کے لیے کیوں آتے رہے؟

کعبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے، جس کی فضیلت کے بارے میں گزشتہ صفحات میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ کس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کعبۃ اللہ کی زیارت اور حج کے لیے تشریف لاتے تھے۔ ان میں سے کتنے ہی ایسے تھے جو یہیں آباد ہونے اور یہیں پر وصال فرمانے کو ترجیح دیتے تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں بھی حرمِ مکہ میں ہیں۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تعمیر کعبہ کے چالیس سال بعد اللہ تعالیٰ کا دوسرا گھر مسجد اقصیٰ بن گیا تھا۔ یعنی اس زمانے میں کعبہ، اللہ کا ایک ہی گھر نہیں تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کو طوفان نوح میں منہدم ہو جانے کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ←

١٤٣: ابن جماعة في هداية السالك إلى المذاهب الأربعة في المناسك، ١/٦٦

﴿رکن، مقامِ اِبراہیم اور مقامِ زَمزم کے درمیان مجموعی طور پر ایک ہزار (۱۰۰۰) کے قریب انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں﴾

۱/۱۴۳۔ ابن جماعہ نے بیان کیا ہے کہ رکن یمانی، مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان تقریباً ایک ہزار انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

.... وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ. [البقرة، ۲/۱۲۷]

اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

قرآن نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تاسیس (بنیاد) رکھی۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ کے حوالے سے بھی جو معروف بات ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کی حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی مسجد اقصی کے مؤسس نہیں ہیں، انہوں نے بھی تجدید کی ہے اور اپنے زمانے میں دوبارہ پہلے والی بنیادوں پر تعمیر کیا ہے۔

شارحین حدیث نے صحیح بخاری کی حدیث کی شرح میں اس پر تفصیلی بحث کرکے وضاحت کی ہے کہ کعبۃ اللہ سب سے پہلے بنا اور مسجد اقصیٰ اُس کے بعد بنی، ان دونوں کی تعمیر میں چالیس سال کا فرق ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے وضاحت کی ہے کہ لوگوں کا یہ خیال کہ شاید کعبۃ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا، درست نہیں ہے، بلکہ کعبہ تو سیدنا آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ اس طرح وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا یہ خیال کہ شاید مسجد اقصیٰ حضرت داؤد علیہ السلام نے تعمیر کی، پھر اُن کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تکمیل کی۔ یہ بات بھی درست نہیں ہے بلکہ جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے مجدد ہیں اسی طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام بھی مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے مجدد ہیں۔ اس ضمن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری کی حدیث اور اس کی شرح ذیل میں ملاحظہ کریں۔

٢/١٤٤. عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١) **قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ:** فَإِنْ قِيْلَ: كَيْفَ قَالَ بَيْنَهُمَا أَرْبَعُوْنَ عَامًا وَإِنَّمَا بَنَى الْكَعْبَةَ إِبْرَاهِيْمُ وَبَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سُلَيْمَانُ وَبَيْنَهُمَا أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِ سَنَةٍ؟

فَالْجَوَابُ: أَنَّ الْإِشَارَةَ إِلٰى أَوَّلِ الْبِنَاءِ وَوَضْعِ أَسَاسِ الْمَسْجِدَيْنِ، وَلَيْسَ أَوَّلُ مَنْ بَنَى الْكَعْبَةَ إِبْرَاهِيْمُ، وَلَا أَوَّلُ مَنْ بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سُلَيْمَانُ. وَفِي الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالْبَانِيْنَ كَثْرَةٌ، فَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنِ ابْتَدَأَ. وَقَدْ رُوِيْنَا أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَنَى الْكَعْبَةَ آدَمُ، ثُمَّ انْتَشَرَ وَلَدُهُ فِي الْأَرْضِ، فَجَائِزٌ أَنْ يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ قَدْ

١٤٤: أخرجه البخاري في الصحيح، كِتَابُ الْأَنْبِيَاءِ، بَاب يَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْي، ٣/١٢٣١، الرقم/٣١٨٦، ومسلم في الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ١/٣٧٠، الرقم/٥٢٠۔

۲/۱۴۴۔ حضرت ابو ذر ﷛ نے بیان کیا ہے کہ میں نے (حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں) عرض کیا: یا رسول اللہ! روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام۔ انہوں نے کہا: میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کونسی مسجد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصی (بیت المقدس)۔ اس پر میں نے عرض کیا: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اب جہاں بھی تجھے نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے، بے شک فضیلت نماز پڑھنے میں ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱) علامہ ابن الجوزی اس حدیث مبارک کی شرح میں لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ان دونوں کے درمیان چالیس برس کی مدت کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ کعبۃ اللہ کو سیدنا ابراہیم ﷤ نے تعمیر کیا تھا اور بیت المقدس کو سیدنا سلیمان ﷤ نے اور ان دونوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث پاک میں سب سے پہلی تعمیر اور دونوں مسجدوں کی بنیاد رکھنے کی طرف اشارہ ہے۔ سیدنا ابراہیم ﷤ وہ پہلی شخصیت نہیں ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اور نہ سیدنا سلیمان ﷤ نے سب سے پہلے بیت المقدس کو تعمیر کیا۔ انبیاء ﷩، صالحین کرام اور تعمیر کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سب سے پہلے تعمیر کس ہستی نے کی تھی اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت آدم ﷤ نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی۔ بعد میں ان کی اولاد زمین میں پھیل گئی تو یہ ہوسکتا ہے کہ بعد میں ان کی

وَضَعَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ.[١]

(٢) **قَالَ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ الْجَامِعِ**: فَجَاءَ إِشْكَالٌ بَيْنَ الْحَدِيْثَيْنِ، لِأَنَّ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ آمَادًا طَوِيْلَةً. قَالَ أَهْلُ التَّوَارِيخِ: أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِ سَنَةٍ. فَقِيْلَ: إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ عليهما السلام إِنَّمَا جَدَّدَا مَا كَانَ أَسَّسَهُ غَيْرُهُمَا.

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَنَى الْبَيْتَ آدَمُ عليه السلام كَمَا تَقَدَّمَ. فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ غَيْرُهُ مِنْ وَلَدِهِ وَضَعَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ بَعْدِهِ بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَيَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ الْمَلائِكَةُ أَيْضًا بَنَتْهُ بَعْدَ بِنَائِهَا الْبَيْتَ بِإِذْنِ اللهِ، وَكُلٌّ مُحْتَمَلٌ. وَاللهُ أَعْلَمُ.[٢]

(٣) **وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي الْفَتْحِ فِيْ شَرْحِ الْحَدِيْثِ**:

١ – **قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ**: وَلَيْسَ إِبْرَاهِيْمُ أَوَّلَ مَنْ بَنَى الْكَعْبَةَ وَلاَ سُلَيْمَانُ أَوَّلَ مَنْ بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ.

---

(١) ابن الجوزي في كشف المشكل، ١/٣٦٠۔

(٢) القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٤/١٣٨۔

اولاد میں سے کسی نے بیت المقدس کی تعمیر کی ہو۔

(۲) امام قرطبی 'الجامع لاحکام القرآن' میں لکھتے ہیں: دو حدیثوں کے درمیان اشکال وارد ہوا ہے۔ اس لیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے درمیان ایک طویل زمانے کا فاصلہ ہے۔ تاریخ دانوں نے کہا ہے: ایک ہزار سال سے زیادہ مدت کا عرصہ ہے اور کہا گیا ہے: سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام ان دو مقامات کی تجدید کرنے والے ہیں اور ان دونوں کی بنیادیں ان دونوں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور نے رکھی ہے۔

اور مروی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام ہی وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھی جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ یہ امر بھی جائز ہے کہ ان کے علاوہ ان کی اولاد میں سے کسی اور نے ان سے چالیس سال کے عرصہ کے بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو اور یہ بھی درست ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس بنایا ہو۔ ان میں سے ہر بات کا احتمال ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۳) حافظ ابن حجر العسقلانی نے 'فتح الباری شرح صحیح البخاری' میں حدیث مبارک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ا۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کے بانی اول نہیں ہیں اور نہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے بانی اول ہیں۔

٢ – **وَكَذَا قَالَ الْقُرْطُبِيُّ**: إِنَّ الْحَدِيْث لاَ يَدُلُّ عَلٰى أَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ لَمَّا بَنَيَا الْمَسْجِدَيْنِ ابْتَدَءَا وَضْعَهُمَا لَهُمَا بَلْ ذَالِکَ تَجْدِيْدٌ لِمَا كَانَ أَسَّسَهٗ غَيْرُهُمَا.

٣ – **قُلْتُ**: اَلْاِحْتِمَالُ الَّذِي ذَكَرَهٗ أَوَّلًا مُوَجَّهٌ وَقَدْ رَأَيْتُ لِغَيْرِهٖ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسَّسَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى آدَمُ ﷺ وَقِيْلَ: الْمَلائِكَةُ. وَقِيْلَ: سَامُ بْنُ نُوْحٍ ﷺ. وَقِيْلَ: يَعْقُوْبُ ﷺ. فَعَلَى الْأَوَّلَيْنِ يَكُوْنُ الْوَقْعُ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ أَوْ يَعْقُوْبَ أَصْلاً وَتَأْسِيْسًا، وَمِنْ دَاوُدَ تَجْدِيْدًا لِذَالِکَ وَابْتِدَاءَ بِنَاءٍ فَلَمْ يَكْمُلْ عَلٰى يَدِهٖ حَتّٰى أَكْمَلَهٗ سُلَيْمَانُ ﷺ.

٤ – لٰكِنِ الْاِحْتِمَالُ الَّذِي ذَكَرَهٗ ابْنُ الْجَوْزِيّ أَوْجَهُ وَقَدْ وَجَدْتُ مَا يَشْهَدُ لَهٗ وَيُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ قَالَ:

٥ – إِنَّ آدَمَ هُوَ الَّذِي أَسَّسَ كُلًّا مِنَ الْمَسْجِدَيْنِ فَذَكَرَ ابْنُ هِشَامٍ فِي كِتَابِ التِّيجَانِ أَنَّ آدَمَ لَمَّا بَنَى الْكَعْبَةَ أَمَرَهُ اللهُ بِالسَّيْرِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَنْ يَبْنِيَهٗ فَبَنَاهُ وَنَسَکَ فِيْهِ. وَبِنَاءُ

۲۔ اسی طرح امام قرطبی نے کہا ہے: یہ حدیث اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرات انبیاء کرام حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے دونوں مسجدوں کی ابتدائی بنیاد رکھی ہو بلکہ یہ دونوں انبیاء کرام علیہما السلام تو ان دونوں کی تجدید کرنے والے ہیں جبکہ ان کی بنیاد رکھنے والے ان دونوں کے علاوہ کوئی اور ہیں۔

۳۔ میں کہتا ہوں: جس پہلے احتمال کا ذکر کیا گیا ہے وہ قابل توجہ ہے اور میں نے اس کے علاوہ بھی روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے جس ہستی نے مسجد اقصی کی بنیاد رکھی وہ سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: مسجد اقصی کو فرشتوں نے بنایا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: سام بن نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: اس کے بانی سیدنا یعقوب علیہ السلام ہیں۔ پہلے دونوں اقوال کے مطابق سیدنا ابراہیم اور سیدنا یعقوب علیہما السلام اس کے اصلا بانیان ہو سکتے ہیں اور سیدنا داؤد علیہ السلام اس کی تجدید کرنے والے ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیر کی ابتداء کی مگر تکمیل نہ کر سکے جسے بعد ازاں سیدنا سلیمان علیہ السلام نے مکمل کیا۔

۴۔ لیکن وہ احتمال جسے علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے وہ زیادہ بہتر ہے اور میں نے دیگر مرویات کو دیکھا ہے جو اس قول کی مؤید اور شاہد ہیں۔

۵۔ سیدنا آدم علیہ السلام ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے ان دونوں مسجدوں کی بنیاد رکھی۔ ابن ہشام نے 'کتاب التیجان' میں بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیت المقدس کی طرف سفر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی بھی تعمیر کریں۔ انہوں نے اسے

آدَمَ لِلْبَيْتِ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ قَرِيْباً حَدِيْثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ الْبَيْتَ رُفِعَ زَمَنَ الطُّوْفَانِ حَتّٰى بَوَّاهُ اللهُ لِإِبْرَاهِيْمَ.

٦ - وَرَوَى ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيْقِ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: وَضَعَ اللهُ الْبَيْتَ مَعَ آدَمَ لَمَّا هَبَطَ فَفَقَدَ أَصْوَاتَ الْمَلَائِكَةِ وَتَسْبِيْحَهُمْ فَقَالَ اللهُ لَهُ: يَا آدَمُ، إِنِّي قَدْ أَهْبَطْتُ بَيْتًا يُطَافُ بِهٖ كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِي فَانْطَلِقْ إِلَيْهِ فَخَرَجَ آدَمُ إِلٰى مَكَّةَ وَكَانَ قَدْ هَبَطَ بِالْهِنْدِ وَمُدَّ لَهُ فِي خَطْوِهٖ فَأَتَى الْبَيْتَ فَطَافَ بِهٖ وَقِيْلَ: إِنَّهُ لَمَّا صَلّٰى إِلَى الْكَعْبَةِ أُمِرَ بِالتَّوَجُّهِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَاتَّخَذَ فِيْهِ مَسْجِدًا وَصَلّٰى فِيْهِ لِيَكُوْنَ قِبْلَةً لِبَعْضِ ذُرِّيَّتِهٖ.[1]

(٤) وَقَالَ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ:

١ - قَوْلُهُ: (كَمْ بَيْنَهُمَا؟) أَي: بَيْنَهُمَا أَرْبَعُوْنَ سَنَةً. وَقَالَ ابْنُ

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٦/٤٠٨۔

بنایا اور وہاں عبادت کی، اور حضرت آدم علیہ السلام کا بیت اللہ شریف کی تعمیر کرنا معروف ہے جس کا ذکر اس سے پہلے حضرت عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں ہوا کہ طوفان نوح کے دوران بیت اللہ شریف کو اٹھا لیا گیا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جگہ کا تعین فرمایا۔

۶۔ **ابن ابی حاتم** نے معمر سے انہوں نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اتارا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو انہوں نے یہاں فرشتوں کی آوازوں اور تسبیحات کو نہ پایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے فرمایا: اے آدم! میں نے ایک گھر کو اتارا ہے اس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جیسا کہ میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے لہٰذا آپ وہاں چلے جائیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لے گئے حالانکہ وہ اس سے پہلے ہند میں اتارے گئے تھے۔ ان کے سفر کو ان کے لیے مختصر کر دیا گیا وہ بیت اللہ شریف تشریف لائے اور اس کا طواف کیا۔ کہا گیا ہے: جب انہوں نے کعبۃ اللہ کی طرف نماز ادا کی تو انہیں بیت المقدس کی طرف چہرہ کرنے کا حکم دیا گیا اس لیے انہوں نے وہاں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی تا کہ وہ ان کی بعض اولاد کے لیے قبلہ بنے۔

(۴) علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

۱۔ حدیث میں یہ قول کہ ''ان دونوں کے درمیان کتنا عرصہ گزرا''۔ یعنی ان کے درمیان چالیس سال کا عرصہ گزرا تھا۔ ابن الجوزی نے کہا

الْجَوْزِيّ: فِيْهِ إِشْكَالٌ، لِأَنَّ إِبْرَاهِيْمَ بَنَى الْكَعْبَةَ وَسُلَيْمَانَ، عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَبَيْنَهُمَا أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِ سَنَةٍ، وَالْجَوَابُ عَنْهُ مَا قَالَهُ الْقُرْطُبِيُّ: إِنَّ الْآيَةَ الْكَرِيْمَةَ وَالْحَدِيْثَ لَا يَدُلَّانِ عَلٰى أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ، عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ابْتَدَآ وَضْعَهُمَا، بَلْ كَانَ تَجْدِيْدًا لِمَا أَسَّسَ غَيْرُهُمَا.

٢ – **وَقَدْ رُوِيَ** أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَنَى الْبَيْتَ آدَمُ، وَعَلٰى هٰذَا فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ غَيْرُهُ مِنْ وَلَدِهٖ رَفَعَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ بَعْدَهُ بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَيُوَضِّحُهُ مَا ذَكَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ فِي كِتَابِهٖ: (التِّيْجَانِ): إِنَّ آدَمَ لَمَّا بَنَى الْبَيْتَ أَمَرَهُ جِبْرِيْلُ، عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، بِالْمَسِيْرِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَأَنْ يَبْنِيَهُ فَبَنَاهُ وَنَسَكَ فِيْهِ.

وَرُوِيَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ عَلٰى أَسَاسٍ قَدِيْمٍ.(١)

(٥) **وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي الدِّيْبَاجِ**: وَرَدَ أَنَّ وَاضِعَ الْمَسْجِدَيْنِ آدَمُ. وَبِهٖ يَنْدَفِعُ الْإِشْكَالُ بِأَنَّ إِبْرَاهِيْمَ بَنَى الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

(١) بدر الدين العيني في عمدة القاري، ١٥/٦٢٦۔

ہے: اس میں اشکال ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو بنایا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو، ان دونوں کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے، جسے امام قرطبی نے بیان کیا ہے کہ آیۃ کریمہ اور حدیث مبارک دونوں اس امر پر دلالت نہیں کرتیں کہ ان دونوں انبیاء علیہم السلام نے ان دونوں کی ابتدائی بنیاد رکھی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کی اولین بنیاد ان کے علاوہ کسی اور نے رکھی ہے اور یہ دونوں حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام ان دونوں مسجدوں کی تجدید کرنے والے ہیں۔

۲۔ مروی ہے کہ ابتداءً بیت اللہ شریف کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور اس بنیاد پر یہ کہنا جائز ہے کہ ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے ان کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو۔ اس بات کی وضاحت اس روایت سے ہوتی ہے جسے ابن ہشام نے اپنی کتاب **'التیجان'** میں بیان کیا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ اللہ کی تعمیر کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس جائیں اور اس کی بنیاد رکھیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور بیت المقدس کی بھی تعمیر کی اور وہاں عبادت الٰہی بجا لائے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو اس کی پرانی بنیادوں پر بنایا۔

(۵) امام سیوطی ('صحیح مسلم' کی شرح) 'الدیباج' میں لکھتے ہیں: بیان ہوا ہے کہ دونوں مسجدوں کی ابتدائی بنیاد رکھنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس امر سے یہ اشکال رفع ہوتا ہے کہ مسجد حرام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

وَسُلَيْمَانَ بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَبَيْنَهُمَا أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا بِلَا رَيْبٍ فَإِنَّمَا هُمَا مُجَدِّدَانِ.(١)

(٦) **وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي شَرْحِهٖ عَلٰى سُنَنِ النَّسَائِيِّ:** الْآيَةُ وَالْحَدِيْثُ لَا يَدُلَّانِ عَلٰى بِنَاءِ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ لِمَا بَيَّنَّا ابْتِدَاءَ وَضْعِهِمَا لَهُمَا. بَلْ ذَاكَ تَجْدِيْدٌ لِمَا كَانَ أَسَّسَهٗ غَيْرُهُمَا وَبَدَأَهٗ. وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَنَى الْبَيْتَ آدَمُ: وَعَلٰى هٰذَا، فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ غَيْرُهٗ مِنْ وَلَدِهٖ وَضَعَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ بَعْدِهٖ بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا. انْتَهٰى. قُلْتُ: بَلْ آدَمُ نَفْسُهٗ هُوَ الَّذِي وَضَعَهٗ أَيْضًا. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي كِتَابِ التِّيْجَانِ لِابْنِ هِشَامٍ: إِنَّ آدَمَ لَمَّا بَنَى الْكَعْبَةَ أَمَرَهُ اللهُ تَعَالٰى بِالسَّيْرِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَنْ يَبْنِيَهٗ فَبَنَاهُ وَنَسَكَ فِيْهِ.(٢)

(٧) **وَقَالَ مَجِيْرُ الدِّيْنِ الْحَنْبَلِيُّ فِي الْأُنْسِ:** إِنَّ بِنَاءَ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عليهما السلام إِيَّاهُ لَمَّا كَانَ عَلٰى أَسَاسٍ قَدِيْمٍ لَا إِنَّهُمَا

---

(١) السيوطي في الديباج على مسلم بن الحجاج، ٢/١٩٩، الرقم/٥٢٠۔

(٢) السيوطي في الشرح على سنن النسائي، ٢/٣٣۔

بنایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو بنایا اور ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ بیتا۔ بے شک یہ دونوں انبیاء کرام علیہم السلام ان مسجدوں کی تعمیرِ نو کرنے والے ہیں۔

(۶) امام سیوطی 'سنن النسائی' کی شرح میں لکھتے ہیں: آیت کریمہ اور حدیث مبارک دونوں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ ان کی بنیاد حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے رکھی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ان دونوں کی ابتدائی بنیاد ان انبیاء کرام علیہم السلام نے نہیں رکھی ہے بلکہ وہ ان دونوں کی تجدید کرنے والے ہیں جبکہ ان کی ابتدائی بنیاد رکھنے والے ان کے علاوہ ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام ابتداء بیت اللہ کے تعمیر کرنے والے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ ان کے علاوہ ان کی اولاد میں سے کسی نے ان کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے: ابن ہشام کی **کتاب التیجان** میں ہے: جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف جائیں اور بیت المقدس کی بھی تعمیر کریں تو انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی اور وہاں عبادت الٰہی بجا لائے۔

(۷) علامہ مجیر الدین الحنبلی 'الانس الجلیل' میں لکھتے ہیں: حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بیت المقدس کی تعمیر اس کی پرانی بنیادوں پر کی ہے۔

الْمُؤَسِّسَانِ لَهُ، بَلْ هُمَا مُجَدِّدَانِ. وَكُلُّ قَوْلِ الْأَقْوَالِ الْوَارِدَةِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی لَا يُنَافِي الآخَرَ، فَإِنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ الْمَلَائِكَةُ أَوَّلًا، ثُمَّ جَدَّدَهُ آدَمُ عليه السلام، ثُمَّ سَامُ بْنُ نُوْحٍ عليهما السلام، ثُمَّ يَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عليهما السلام، ثُمَّ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ عليهما السلام. فَإِنْ كَانَ نَبِيٌّ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الآخَرِ مُدَّةٌ أَنْ يُجَدِّدَ فِيْهَا الْبِنَاءَ الْمُتَقَدَّمَ قَبْلَهُ. وَالْقَوْلُ بِأَنَّ سَامَ بْنَ نُوْحٍ أَسَّسَهُ ظَاهِرٌ، فَإِنَّ سَامَ بْنَ نُوْحٍ هُوَ الَّذِي اخْتَطَّ مَدِيْنَةَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَبَنَاهَا وَكَانَ مَلِكًا عَلَيْهَا، فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حِيْنَ بِنَائِهِ الْمَدِيْنَةَ وَلٰكِنْ يُحْمَلُ عَلٰی تَجْدِيْدِهٖ لِلْبِنَاءِ الْقَدِيْمِ لَا تَأْسِيْسِهٖ. وَاللهُ أَعْلَمُ.(۱)

.... صحیح بخاری کی حدیث مذکور اور ائمہ کی تصریحات سے واضح ہو چکا ہے کہ تعمیر کعبہ کے چالیس سال بعد اللہ رب العزت کے حکم پر مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا گیا۔ یہ پوری بحث اور احتمال علامہ ابن الجوزی نے بیان کیا ہے اور امام قرطبی نے ان کی تائید کی ہے۔ پھر اس ساری بحث کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے 'فتح الباری' میں لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

إِنَّ آدَمَ هُوَ الَّذِي أَسَّسَ كُلًّا مِنَ الْمَسْجِدَيْنِ.(۲)

آدم علیہ السلام ہی مؤسس ہیں، انہوں نے ہی مسجد حرام بنائی ہے اور انہوں نے ہی جا کر ــــــ

---

(۱) مجير الدين الحنبلي في الأنس الجليل، ۱/ ۳۰۔

(۲) ابن الحجر العسقلاني فى فتح الباري، ۶/ ۴۰۹

یہ دونوں اس کے اولین بنیاد رکھنے والے نہیں بلکہ وہ دونوں اس کی تعمیر نو کرنے والے ہیں اور ہر وہ قول جو مسجد اقصی کی تعمیرِ کے بارے میں آیا ہے دوسرے قول کے برعکس نہیں۔ یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ اسے اولاً فرشتوں نے بنایا ہو پھر اس کی تجدید حضرت آدم علیہ السلام نے کی ہو، پھر سام بن نوح علیہ السلام نے، پھر حضرت یعقوب بن اسحاق علیہما السلام نے، پھر حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تعمیر نو کی ہو۔ اگر ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی اور دوسرے نبی کے مابین ایک عرصہ بیتا ہو تو ضروری ہے کہ دوسرا نبی اپنے سے پہلے نبی کی تعمیر کی تجدید کرے اور یہ بات کہ سام بن نوح نے اس کی ظاہری شکل میں تعمیر کی تو سام بن نوح ہی وہ شخص ہیں جس نے شہر بیت المقدس کا منصوبہ بنایا اور اس کی تعمیر کی۔ وہ اس کے بادشاہ تھے اور یہ بات بعید نہیں کہ جب انہوں نے شہر تعمیر کیا تو مسجد موجود ہو لیکن اس بات کا احتمال کیا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے مسجد کی پرانی بنیادوں پر تعمیر کی ہو نہ کہ اس کی از سر نو بنیاد رکھی ہو۔ وَاللهُ أَعْلَمُ.

.... مسجد اقصیٰ کو بنایا ہے۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:

فَقِيلَ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانَ علیہما السلام إِنَّمَا جَدَّدَا مَا كَانَ أَسَّسَهُ غَيْرُهُمَا. (۱)

کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام کعبۃ اللہ اور مسجد اقصیٰ کے تعمیر نو کرنے والے ہیں۔

درحقیقت ان دونوں کے علاوہ کسی اور نے ان کی تعمیر کی تھی۔ ←

(۱) القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٤/ ١٣٨

....

.... اور حافظ ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے:

أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسَّسَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى آدَمُ عليه السلام.(1)

مسجد اقصیٰ کی سب سے پہلی تعمیر بھی حضرت آدم علیہ السلام نے کی ہے۔

ائمہ، محدثین اور مورخین نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مسجدِ اقصیٰ کی بھی اُسی زمانے میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے چالیس سال بعد تعمیر ہو گئی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کعبہ بھی اُسی دور میں بنا اور مسجد اقصیٰ بھی اُسی دور میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی موجود تھی۔ یعنی اُن علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے دو گھر موجود تھے تو القدس کے قرب و جوار میں رہنے والے انبیا کرام علیہم السلام اور ان کی اُمتیں بیت المقدس جاتیں اور خطۂ حجاز کے قریب رہنے والے یہاں آتے۔ اب اُن خطوں میں رہنے والے اتنی مسافت طے کر کے مکہ معظّمہ کیوں آتے تھے؟ اُس وقت تو الگ سے فضیلت نہیں تھی کہ کعبۃ اللہ بیت المقدس سے زیادہ افضل ہے۔ اُس وقت تو یہ حکم وارد نہیں ہوا تھا، دونوں جگہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ یہ بھی حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور یہ دونوں مقدس مقامات ایک ہی زمانے میں بن گئے تھے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کا شوقِ دیدار انبیاء کرام علیہم السلام کو حرم مکہ میں لاتا رہا

اس زمانے میں زمین پر کعبۃ اللہ ہی تنہا اللہ کا گھر نہیں تھا، بلکہ دوسرا گھر القدس میں مسجد اَقصیٰ کی صورت میں موجود تھا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جن علاقوں میں مبعوث ہوئے، وہ علاقے مکہ معظّمہ کی نسبت مسجد اقصی کے قریب تر تھے اور بیشتر انبیاء علیہم السلام تو مسجد اقصیٰ کے قرب و جوار میں ہی مقیم تھے۔ بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو القدس ——

(۱) ابن الحجر العسقلاني في فتح الباري، ٦/٤٠٩

....

.... میں آباد تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام اسی خطے میں مبعوث ہوئے، گویا یہ خطہ بنی اسرائیل کا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت مبارکہ کے وقت تو القدس میں سارے کے سارے یہودی آباد تھے۔ اسی خطۂ بنی اسرائیل سے ایک ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مکہ مکرمہ آئے جہاں بنی اسماعیل آباد تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام وادی سینا کے پاس طور کے قریب شہر مدائن میں سکونت پذیر تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کا شہر مصر چھوڑا تھا تو اُنہی کے پاس گئے تھے۔ **حضرت شعیب** علیہ السلام بھی اپنے قریب ترین اللہ تعالیٰ کا گھر بیت المقدس چھوڑ کر یہاں مکہ مکرمہ میں آئے اور صحن کعبہ میں مدفون ہوئے۔ اسی طرح **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کی بعثت بھی مصر میں ہوئی جہاں سے القدس قریب ہے وہ بھی حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔ اسی طرح **سیدنا عیسیٰ** علیہ السلام جن کی جائے ولادت اور وطن القدس تھا اور وہ مسجد اقصیٰ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے مگر وہ بھی حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔ الغرض تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو القدس (یروشلم) کے قرب وجوار میں مبعوث ہوتے رہے وہ بھی اپنے اپنے علاقوں سے پیدل کعبۃ اللہ کے حج کے لیے مکہ مکرمہ آتے رہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام اپنے ہاں موجود اللہ تعالیٰ کا گھر چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں اللہ رب العزت کے دوسرے گھر کیوں آتے رہے؟ حالانکہ مسجد اقصیٰ بھی اللہ ہی کا گھر تھا، اسے بھی حضرت آدم علیہ السلام نے امرِالٰہی سے تعمیر فرمایا تھا۔ پھر مسجد اقصیٰ کے شہر اور اس کے قرب و جوار میں رہنے والے ہزارہا انبیاء کرام علیہم السلام اُدھر جانے کے بجائے طویل مسافت طے کر کے مکہ معظّمہ کیوں آتے رہے؟ آخر کعبہ اور مکہ معظّمہ کو وہ کون سی فضیلت حاصل تھی جو مسجد اقصیٰ کو میسر نہ تھی؟ اگر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرنا اور اس کی عبادات وتسبیحات کرنا مقصود تھیں تو القدس میں بھی تو ربِ دو جہاں کا گھر موجود تھا۔ وہ وہاں سے چل کر مکہ معظّمہ کیوں آتے؟ مکہ معظّمہ میں قیام کیوں اختیار کرتے؟ وہ مکہ معظّمہ میں ←

....

.... وفات پانے کی آرزو کیوں کرتے اور مکہ میں اُن کی قبریں کیوں بنتیں؟ بات یہ نہیں کہ وہ یہاں محض حج کر کے واپس چلے جاتے تھے، اس کی وجہ صرف ایک تھی کہ ہر نبی کو معلوم تھا کہ ہم سب انبیاء کے بعد آخری زمانے میں نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت اسی شہر مکہ میں ہو گی۔ یہ جواب کسی اور کا نہیں بلکہ قرآن مجید نے اسے بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَO [آل عمران، ۳/ ۸۱]

’اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوںO‘

اللہ رب العزت نے کائنات کی تخلیق سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں تم سب کو نبوت سے سرفراز کرتے ہوئے دنیا میں مبعوث کروں گا۔ تمہیں الہامی کتابیں بھی عطا کروں گا، تم پر وحی ←

....

.... نازل کروں گا، تمہیں صحائف دوں گا اور تمہیں امتیں دوں گا مگر جب تم سب کا زمانہ ختم ہو جائے گا تو میرا آخرالزماں رسول ﷺ آئے گا، جس کے صدقے سے میں نے ساری کائنات تخلیق کی ہے۔ اس نبی آخرالزمان ﷺ کی ولادت مکہ معظّمہ کے مقدس شہر میں ہوگی۔ یہ بات سابقہ کتب آسمانی اور صحیفوں میں بھی درج تھی کہ وہ کھجوروں والے شہر میں ہجرت فرمائیں گے۔ اسی لیے ہر نبی علیہ السلام اپنی امت کو کہتا تھا کہ اگر میرے زمانے میں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو اُن پر ایمان لے آنا۔

مکہ معظّمہ ہی عظمت والا شہر ہے جہاں رب کائنات کے محبوب نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس مبارک شہر کی قسم کھائی۔ ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَo

[البلد، ۹۰/۱-۳]

میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوںo (اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیںo

لٰہذا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنا فریضہ نبوت ادا کر چکنے کے بعد چاہتے تھے کہ وہاں سے مکہ معظّمہ چلیں کہ شاید ہماری زندگی میں اللہ کا محبوب نبی آخرالزمان ﷺ تشریف لے آئے اور ہم بھی ان پر ایمان لے آئیں۔ سو ہر نبی ﷺ اپنی اُمت میں دلِ بے تاب کے ساتھ فریضہ نبوت ادا کرتا رہتا، لیکن اسی امید پر اور دل بے تاب کے ساتھ منتظر رہتا تھا کہ کب میرا فریضہ پایۂ تکمیل تک پہنچے تو میں اُس شہر میں جاؤں جہاں محبوبِ خدا ﷺ کی بعثت ہوگی، شاید اسی طرح سے میری ان ﷺ سے ملاقات ہو جائے، یہ میری خوش بختی ہوگی کہ میں اُن کا دیدار کر کے اور کلمہ پڑھ کر ان کا امتی بن جاؤں۔ اسی نبی آخرالزمان ﷺ کی محبت میں ہزار ہا انبیاء علیہم السلام پیدل سفر کر کے مکہ کی وادی میں آتے رہے۔ اسی طرح ہر نبیِ محترم علیہ السلام اپنی امت کو بھی وصیت ـــــ

....

.... کرتا تھا کہ اگر نبی آخر الزمان ﷺ مبعوث ہو جائیں تو تم سب اُن پر ایمان لے آنا۔ اُن کی امت بن کر اُن کے دین کا علم مضبوطی سے تھام لینا۔ اسی غرض سے انبیاء کرام علیہم السلام مسجد خیف بھی آئے اور کئی انبیاء علیہم السلام کی قبریں اسی مسجد میں بنیں۔ اسی طرح وادی ازرق، وادی سرر، وادی ہرشیٰ، وادی روحاء کے مقام صخرہ اور وادی عُسفان سے انبیاء علیہم السلام اسی تمنا اور آرزو میں تلبیہ پڑھتے ہوئے گزرے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثتِ مبارکہ سے باخبر تھے، اِسی لیے نبی آخر الزماں ﷺ کی خاطر انبیاء کرام علیہم السلام ہجرت کرکے وادی مکہ میں پہنچتے تھے کہ شاید انہیں نبی آخر الزماں ﷺ کی صحابیت کا اعزاز حاصل ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کے دین کا علَم بلند کریں۔ اسی آرزو میں ہزاروں انبیاء کرام علیہم السلام ہجرت کر کے مکہ کی طرف آتے رہے۔ ائمہ و مورخین اور اہل سیر نے اس امر کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ در اصل نبی آخر الزماں ﷺ کا شوقِ دیدار ہی انبیاء علیہم السلام کو حرمِ مکہ میں لاتا رہا اور اسی جستجو میں کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات بھی یہیں پر ہوئی۔

اَلْمَصَادِر وَالْمَرَاجِع

۱۔ **القرآن الکریم۔**

۲۔ **ابن اثیر**، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ/ ۱۱۶۰۔۱۲۳۳ء)۔ **الکامل في التاریخ۔** بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۹۷۹ء

۳۔ **احمد بن حنبل**، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد (۲۴۱ھ)، **مسائل الإمام أحمد بن حنبل بروایة ابنه أبی الفضل صالح** (۲۰۳ھ-۲۶۶ھ)، الہند، الدار العلمیة، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

٤۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد الله بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۵۔ **أزرقی**، أبو الولید محمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن الولید بن عقبة بن الأزرق الغسانی المکی (۲۵۰ھ)، **أخبار مکة وما جاء فیها من الأثار**، بیروت، لبنان، دار الأندلس

٦۔ **ابن اسحاق**، محمد بن اسحاق بن یسار، (۸۵۔۱۵۱ھ)۔ **السیرة النبویة۔** معهد الدراسات والابحاث للتعریب۔

۷۔ **اسماعیلی**، ابوبکر احمد بن ابراهیم بن اسماعیل (۲۷۷۔۳۷۱ھ)۔ **معجم الشیوخ/المعجم فی أسامی شیوخ ابی بکر الاسماعیلی۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبة العلوم والحکم، ۱۴۱۰ھ۔

۸۔ **بخاری**، ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن مغیره (۱۹۴۔۲۵٦ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح۔** بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۹۔ **بغوی**، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۱۔ **بیہقی**، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ **بیہقی**، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **معرفة السنن والآثار**۔ بیروت، لبنان: دارقتیبۃ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۳۔ **ترمذی**، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱٤۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **الفتاوی الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱٥۔ **الثعلبی**، أحمد بن محمد بن إبراهيم أبو إسحاق (۴۶۷ھ)، **الكشف والبيان عن تفسير القرآن**، بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء

۱٦۔ **جمل**، سليمان بن عمر بن منصور العجيلي الأزهري (۱۲۰۴ھ ، **حاشية الجمل على المنهج لشيخ الإسلام زكريا الأنصاري**، بيروت، لبنان، دار الفكر

۱۷۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **التبصرة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۸۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **کشف المشکل**۔ الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دار الوطن، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۹۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ المنتظم في تاريخ الملوك والأمم۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۵۸ھ۔

۲۰۔ **حارث**، ابن ابی اسامہ (۱۸۶۔۲۸۲ھ)۔ بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۲۱۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۲۲۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۲۳۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ فتح الباري شرح صحيح البخاري۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۲۴۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ مختصر زوائد مسند البزار على الكتب الستة ومسند أحمد۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۲۵۔ **حسام الدین ہندی**، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹۔

۲۶۔ **حسن بن یسار البصری**، أبوسعید (۱۱۰ھ)، فضائل مكة والسكن فيها، الکویت، مکتبۃ الفلاح، ۱۴۰۰ھ

۲۷۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرك على الصحيحين۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۸۔ **حلبی**، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ إنسان العيون فی سيرة الأمين المأمون،

بیروت، لبنان، دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۲۹۔ **ابن حیان**، عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان الأ اصبہانی، ابوالشیخ (۲۷۴۔۳۶۹ھ)۔ **العظمۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۰۸ھ

۳۰۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل فی معانی التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۳۱۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۳۲۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/ ۱۰۰۲۔ ۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ۔

۳۳۔ **ابو داود**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۳۴۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۳۵۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۳۶۔ **دمشقی**، ابن ناصر الدین (۸۴۲ھ)، **جامع الآثار فی مولد النبی المختار ﷺ**، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۹ھ۔

۳۷۔ **دمیری**، محمد بن موسی بن عیسی بن علی، أبو البقاء، کمال الدین الشافعی (۸۰۸ھ)، **حیاۃ الحیوان الکبری**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ۔

۳۸۔ **دیار بکری**، حسین بن محمد بن الحسن (م ۹۶۶ھ/ ۱۵۵۹ء)۔ **تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۳۹۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۴۰۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۴۱۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۴۲۔ **زرکشی**، أبوعبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر(۷۹۴ھ)، **البرهان فی علوم القرآن**، بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء

۴۳۔ **ابن سعد**، ابوعبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۴۔ **سہیلی**، ابو قاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی حسن خثعمی (۵۰۸۔۵۸۱ھ)۔ **الروض الانف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۴۵۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۴۶۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ **الدیباج علی صحیح مسلم**۔ الخبر، سعودی عرب: دار ابن عفان، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۴۷۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(۸۴۹ـ۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵ـ ۱۵۰۵ء)۔ شرح سنن النسائی۔ حلب، شام: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۸۔ **شربینی،** شمس الدین، محمد بن أحمد الخطیب الشافعی (۹۷۷ھ)، **الإقناع فی حل ألفاظ أبی شجاع**۔ بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۵ھ۔

۴۹۔ **شربینی،** شمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشافعی (۹۷۷ھ)۔ **مغنی المحتاج إلی معرفة معانی الفاظ المنهاج**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء۔

۵۰۔ **شوکانی،** محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳ـ۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰ـ۱۸۳۴ء)۔ **نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۵۱۔ **ابن ابی شیبہ،** ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹ـ۲۳۵ھ/ ۷۷۶ـ۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد۔

۵۲۔ **طبرانی،** سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰ـ۳۶۰ھ/۸۷۳ـ۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ قاہرہ، مصر: دارالحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۵۳۔ **طبرانی،** سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰ـ۳۶۰ھ/۸۷۳ـ۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۵۴۔ **طبرانی،** سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰ـ۳۶۰ھ/۸۷۳ـ۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۵۔ **طبری،** ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴ـ۳۱۰ھ/ ۸۳۹ـ۹۲۳ء)۔ **تاریخ الأمم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۶۔ **طبری،** ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴ـ۳۱۰ھ/ ۸۳۹ـ۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۵۷۔ **ابن عابدین شامی،** محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔

رد المحتار على الدر المختار۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱٤۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء+ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۵۸۔ **عبد الرزاق صنعانی**، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/ ۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۵۹۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔ ۱۷۴۹ء)۔ کشف الخفا ومزیل الألباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۶۰۔ **ابن عدی**، عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ بن محمد ابو احمد جرجانی (۲۷۷ھ۔ ۳۶۵ھ)۔ الکامل فی ضعفاء الرجال۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۶۱۔ **ابن ابی عاصم**، ابو بکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ الآحاد والمثاني۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۶۲۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاریخ مدینۃ دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۶۳۔ **علیمی**، عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الرحمٰن الحنبلی، أبو الیمن، مجیر الدین (۹۲۸ھ)۔ الأنس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، عمان، مکتبۃ دندیس، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

۶۴۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۶۵۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱۔ ۱۴۵۱ء)۔ عمدۃ القاري شرح علی صحیح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۶۶۔ **غزالی**، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (۴۵۰۔۵۰۵ھ)۔ إحیاء علوم الدین۔ بیروت،

لبنان: دارالمعرفہ۔

٦٧۔ **فاسی**، محمد بن أحمد بن علی، تقی الدین، أبو الطیب المکی الحسنی (٨٣٢ھ)۔ **شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ١٤٢١ھ/٢٠٠٠ء

٦٨۔ **فاکہی**، ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (٢٧٢ھ/٨٨٥ء)۔ **أخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثۃ**۔ بیروت، لبنان: دارخضر، ١٤١٤ھ۔

٦٩۔ **ابن قتیبہ**، عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ ابو محمد الدینوری (٢١٣۔٢٧٦ھ)۔ **المعارف**۔ قاہرہ، مصر: الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ١٩٩٢ء۔

٧٠۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج أموی (٢٨٤۔٣٨٠ھ/ ٨٩٧۔٩٩٠ء)۔ **الجامع لأحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی۔

٧١۔ **قسطلانی**، ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (٨٥١۔٩٢٣ھ/ ١٤٤٨۔١٥١٧ء)۔ **المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤١٢ھ/١٩٩١ء۔

٧٢۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء إسماعیل بن عمر (٧٠١۔٧٧٤ھ/١٣٠١۔١٣٧٣ء)۔ **البدایۃ والنھایۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٨ء۔

٧٣۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء إسماعیل بن عمر (٧٠١۔٧٧٤ھ/١٣٠١۔١٣٧٣ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ١٤٠٠ھ/١٩٨٠ء۔

٧٤۔ **کنانی**، عبد العزیز بن محمد بن إبراھیم بن جماعۃ الکنانی الشافعی (٦٩٤ھ-٧٦٧ھ)۔ **ھدایۃ السالک إلی المذاھب الأربعۃ فی المناسک**۔ بیروت، لبنان، دار البشائر، ١٤١٤ھ

٧٥۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (٢٠٩۔٢٧٣ھ/٨٢٤۔٨٨٧ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٨ء۔

۷۶۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۷۷۔ **محبّ الدین طبری**، ابوجعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم (۶۱۵۔ ۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸۔۱۲۹۵ء)۔ **القری لقاصد أم القری**۔ بیروت، لبنان: المکتبة العلمیة، ۱۹۹۶ء۔

۷۸۔ **مسلم**، ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۷۹۔ **مقدسی**، شیخ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمان الحنبلی المقدسی (۵۶۷۔۶۴۳ھ)۔ **الأحادیث المختارة**۔ مکہ المکرّمہ، سعودی عرب: مکتبة النہضة الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۸۰۔ **مقدسی**، أبو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد (۵۴۱ھ-۶۰۰ھ)، **الترغیب في الدعاء**، بیروت، لبنان، دار ابن حزم، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء

۸۱۔ **مکی**، عبد الملک بن حسین بن عبد الملک العصامی (م ۱۱۱۱ھ)۔ **سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۸۲۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **جمع الوسائل فی شرح الشمائل**۔ قاہرة، مصر، مصطفی البابی الحلبی وإخوته۔

۸۳۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **مرقاة المفاتیح**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۸۴۔ **ابن مندہ**، ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **الإیمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۸۵۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن (۵۸۱۔

۶۵۶ھ/۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ الترغیب و الترهیب۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۸۶۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۸۷۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۸۸۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۸۹۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ تهذیب الاسماء و اللغات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۰۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔ ۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ المجموع۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۹۱۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ السیرة النبویہ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۹۲۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ کشف الأستار عن زوائد البزار۔ بیروت، لبنان، مؤسسة الرسالة، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

۹۳۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوئد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان

للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۹۴۔ **یاقوت بغدادی،** یاقوت بن عبداللہ الحموی، ابو عبداللہ (۶۲۶ھ)۔ **معجم البلدان**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

۹۵۔ **ابو یعلی،** احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔